جنوری
2023ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ (القمر:54)

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17

شمارہ : 01

جمادی الثانی : 1444ھ

جنوری : 2023ء

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت

- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

قانونی مشاورت

- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِتعاون: اندورنِ ملک 700 روپے

معمول کا شمارہ: 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

صفحہ	مصنف	نمبر	عنوان
3		1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات
5		2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات
7	انجینئر عبداللہ اسماعیل	3	حرفِ آرزو
9	انجینئر مختار فاروقیؒ	4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح
17	انجینئر فیضان حسن	5	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (2)
28	محمد نعمان اصغر	6	فتنۂ دجال (حصہ چہارم)
38	مولانا محمد انور چیمہ	7	قرآن مجید کا آسمانی کتب سے تقابلی جائزہ
43	محمد منظور انور	8	مغربی جمہوریت... اسلامی نظامِ حکومت...
47	محمد رشید عمر	9	حکمت بالغہ
52	عبداللہ ابراہیم	10	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است
56		11	انجمن کی سالانہ رپورٹ 2022ء
64	*Amtullah Hadia*	12	**Show Gratitude!**

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ: یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02)	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	آیات
سورة البقرة	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	223-221

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ

اور (مؤمنو!) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا

And do not marry Mushrik women,
until they come to believe.

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے

Whereas, even a believing slave woman is better than a
Mushrik (free) woman, Even though she impresses you.

وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا

اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا

Likewise don't let your women or girls get married to
the Mushrik men Until they are believers

وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ

کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے

because a Muslim slave is certainly better, than
a free Mushrik, even though he impresses you.

اُولٰٓئِکَ یَدۡعُوۡنَ اِلَی النَّارِ

یہ (مشرک، لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں

These (Mushriks) invite to the hellfire

وَ اللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلَی الۡجَنَّۃِ وَ الۡمَغۡفِرَۃِ بِاِذۡنِہٖ

اور اللہ اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے

Whereas Allah invites (you) to (enter) paradise
and (seek) forgiveness by His grace.

وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۲۱﴾

اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں

and He makes His signs clear to mankind
so that they can receive admonition.

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡمَحِیۡضِ ؕ قُلۡ ہُوَ اَذًی

اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، کہہ دو: وہ تو نجاست ہے

They ask you about menstruation
Tell them : “It is a discomfort.”

فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ

سو ایامِ حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو

So keep away from women (i.e. avoid sexual intercourse)
during the menstrual periods

وَلَا تَقۡرَبُوۡہُنَّ حَتّٰی یَطۡہُرۡنَ

اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو

and do not approach them until they are clean

فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ

ہاں جب پاک ہوجائیں تو جس طریق سے اللہ نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ

But when they achieve cleanliness, (You can) approach them,
the way Allah has prescribed for you.

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ ﴿۲۲۲﴾

کچھ شک نہیں کہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے

Surely Allah loves the repentant ones; So does He
love those, who achieve cleanliness

نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ فَاۡتُوۡا حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ

Your wives are: just a tilth for you (which you cultivate
to get the produce) Thus visit your tilth, as you will.

وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ

اور اپنے لیے (نیک عمل) آگے بھیجو

And do send forwards, for your own future.

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ مُّلٰقُوۡهُ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ (ایک دن) تمہیں اس کے روبرو حاضر ہونا ہے

And fear Allah, Keeping in mind that you are going to meet Him.

وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۲۳﴾

اور (اے پیغمبر ﷺ) ایمان والوں کو بشارت سنا دو

And give good news to the believers.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرٰى،

ایک آدمی اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے ملاقات کے لیے گیا جو دوسری بستی میں رہتا تھا

فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس کے راستے پر ایک فرشتے کو بٹھا دیا

فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟

جب وہ آدمی فرشتے کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟

قَالَ: أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

آدمی نے کہا: اپنے ایک بھائی کے پاس جا رہا ہوں جو اس بستی میں رہتا ہے

قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟

فرشتے نے پوچھا: کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے جس کی بنا پر تم اسے ملنے جا رہے ہو

قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّيْ أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،

آدمی نے کہا: نہیں، میں تو بس اللہ عزوجل کی خاطر اس سے محبت کرتا ہوں

قَالَ: فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ

فرشتے نے کہا: تو مجھے اللہ نے تیری طرف بھیجا ہے یہ پیغام دے کر

بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ

کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اللہ کی خاطر اس سے محبت کرتا ہے

(مسلم عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ)

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

دین کی طرف پیش قدمی کیے بغیر ملک پاکستان کی ترقی اللہ عزّوجلّ کی طرف سے ایک بڑے عذاب کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

1 ملک پاکستان کی سیاسی اور معاشی صورت حال سب کے سامنے ہے، ایک 'منتخب' حکومت کو ہٹا کر دوسری 'منتخب' حکومت برسر اقتدار ہے، حالات پہلے سے بہتر ہوئے ہیں یا مزید خراب ہیں؟ علاوہ ازیں مستقبل میں حالات بہتر ہونے کی توقع ہے یا حالات مزید خراب ہوں گے؟ ایک غیر یقینی کی صورتحال ہے اور حالات درمیانی ذہانت رکھنے والے کی سمجھ سے بھی بالکل باہر ہیں۔ اس صورت حال میں قوم کے وہ لوگ جن کا مذہب سے تعلق برائے نام ہے ان کی تو ساری توقّعات ہی ملک کی سیکولر سیاسی جماعتوں (اقتدار یا اپوزیشن) سے وابستہ ہیں لیکن 'لمحہ فکریہ' یہ ہے کہ ــــ مذہبی و دینی جماعتوں کے کارکنان کی اکثریّت (اِلّا ما شاء اللہ) بھی انھیں سیکولر سیاسی جماعتوں سے امید لگائے بیٹھی ہے۔ یہ کارکنان اپنی اپنی دینی جماعتوں میں رہ کر بے دلی یا نیم دلی سے کام تو کر ہی رہے ہیں مگر انھیں بھی شاید یقین ہے کہ ملک کی صورت حال تو مقتدر یا اپوزیشن میں بیٹھی سیکولر سیاسی جماعتوں میں سے کوئی ایک ہی بدل سکتی ہے۔ وہ اپنے ذمے کا دینی کام تو شاید کر رہے ہیں مگر ان کی گفتگو اس بات کے گرد گھومتی ہے کہ فلاں جماعت حالات بہتر کرے گی یا فلاں جماعت کے آنے سے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

2 قرآن مجید میں سورۂ انعام: 42 تا 45 اور سورۂ اعراف: 94-95 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اصلاح کا موقع دیتا ہے تو پہلے ان کی ذہنی حالت کو اس اصلاح کے لیے اس طرح سازگار کرتا ہے کہ ان کو مصائب اور آفات میں مبتلا کر دیتا

ہے قحط، وبا، معاشی تنگی، سیاسی بحران اور اس طرح کی تکلیفیں اس قوم پر ڈالی جاتی ہیں تاکہ ان کا دل نرم ہوکر اصلاح کی طرف مائل ہوجائے اور وہ اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھک جائیں۔ پھر جب اس سازگار ماحول میں بھی اس قوم کے افراد اصلاح کی طرف مائل نہیں ہوتے تو ان کو خوش حالی کے فتنے میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، جب وہ نعمتوں سے مالا مال ہونے لگتے ہیں اور اپنے برے دن بھول جاتے ہیں اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے نکل جاتے ہیں تو اللہ عزوجل انھیں اپنے عذاب میں پکڑ لیتے ہیں۔

اس ضابطہ پر غور کرتے ہوئے بالفرض 1۔ پاکستان کے حالات اسی طرح خراب رہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ملک وقوم کی مشکلات میں اضافہ ہوگا تو اس میں بھی امید کی ایک کرن ہوگی کہ ابھی یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دی ہوئی مہلت باقی ہے۔ 2۔ اگر پاکستان کے معاشی حالات کسی بھی سیکولر سیاسی جماعت کی محنت و پالیسی کی بدولت بہتر ہو جاتے ہیں تو یہ پہلی صورت حال سے زیادہ خطرناک بات ہے۔ بظاہر تو اس میں ملک وقوم کی بہتری نظر آتی ہے مگر رجوع الی اللہ اور دین کی طرف پیش قدمی کے بغیر ملک کے حالات کا بہتر ہو جانا اللہ کے عذاب کے مزید قریب آ جانے کے مترادف ہے۔ 3۔ ان دونوں صورتوں سے الگ اور آئیڈیل صورت یہ ہے کہ ہم توبہ کریں، اعمال کی اصلاح کریں اور دین حق کی طرف پیش قدمی کریں۔ آزمائشیں تو آئیں گی لیکن بالآخر دنیا و آخرت کی واقعی بہتری حاصل ہوگی۔

3 ان سطور کے ذریعے ہم احیائے اسلام اور اقامت دین کا جذبہ رکھنے والے دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بھرپور توجہ اس دین پر عمل کرنے، پھیلانے اور غالب کرنے کی جدوجہد کی طرف رکھیں۔ سیکولر سیاسی جماعتوں کو اپنی امیدوں کا مرکز نہ بنائیں۔

ع خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی ﷺ، کے مصداق بحیثیت پاکستانی مسلمان دین کی طرف پیش قدمی کیے بغیر ملک پاکستان کی ترقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک بڑے عذاب کا پیش خیمہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں دل و جان سے اپنی توانائیوں کا بہتر اور بیشتر حصہ دین کے غلبے کی جدوجہد میں لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

آیات 185 تا 188

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ رمضان کا مہینہ وہ (مبارک مہینہ) ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا

اب یہاں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم دینے سے پہلے رمضان المبارک کی وجہ فضیلت بیان کی جارہی ہے کہ اس مہینے کے روزے ہم کیوں فرض کر رہے ہیں؟ روزے تو کسی مہینے کے بھی فرض ہو سکتے تھے رجب، شعبان، ربیع الاوّل، صفر، محرم کسی مہینے میں بھی فرض ہوجاتے تو تقویٰ انسان کو حاصل ہوجاتا لیکن رمضان المبارک کے روزے کیوں فرض کیے گئے ہیں؟ یہاں اس کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا ہے، اس نسبت سے اس مہینے کے اندر قرآن مجید کے نزول کی برکتیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں جیسے کبھی کبھی فضا میں ایک SUSPENSE سا ہوتا ہے۔ اور یہ قرآن کیا ہے؟

هُدًی لِّلنَّاسِ (یہ قرآن مجید) لوگوں کے لیے ہدایت بن کر آیا ہے

وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ اور ہدایت کی واضح اور عام فہم دلیلیں ہیں اور یہ قرآن مجید فرقان بن کر آیا ہے

یہ فرق کرنے والی کتاب ہے نیکی اور بدی میں، حلال اور حرام میں، صحیح اور غلط میں، حق اور باطل میں۔

اس ماہِ رمضان المبارک میں روزے فرض کر کے گویا دوگونہ پروگرام کردیا: ایک تو روزے کی برکتیں حاصل ہوں گی اور دوسرے اس مہینے میں قرآن مجید کے نزول کی وجہ سے قرآن مجید کی جو برکتیں ہیں وہ بھی انسان کو حاصل ہوں گی۔ لہٰذا فرمایا

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پس جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پائے وہ اس کے روزے رکھے

جو عاقل ہو، بالغ ہو، صحت مند ہو (بیمار نہ ہو)، مقیم ہو (مسافر نہ ہو) اور اس مہینے کا چاند طلوع ہو جائے اس پر لازم ہے کہ اس مہینے کے روزے رکھے۔ یہ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا حکم ہے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ جو کوئی مریض ہو یا مسافر ہو وہ بعد کے دنوں میں تعداد پوری کرے

اب دو رخصتوں (EXCEPTIONS) کا جوں کا توں ذکر کردیا تیسری کا ذکر نہیں کیا۔ جو کوئی ہو مریض یا مسافر اسے چاہیے کہ بعد کے دنوں میں وہ تعداد پوری کرلے وہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ تعالیٰ تم سے آسانی چاہتا ہے تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا

وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اور یہ کہ البتہ تم روزوں کی تعداد پوری کرو

یہ نہیں کہ رمضان المبارک میں تم بیمار ہو گئے یا مسافر بن گئے اور روزے چھوڑ دیے بعد میں سوچا کہ کون پورے کرتا ہے، کون پوچھتا ہے۔ یہ دل میں ہوگا تو اللہ کی نافرمانی ہو جائے گی۔ اللہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ تم روزوں کی تعداد پوری کرو۔

وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اور تا کہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی ہے

اس مہینے میں دن کا روزہ رکھو گے اور رات کو قرآن سنو گے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت نصیب فرمائے گا اگر تم اس کی طلب کرو گے کوشش کرو گے تو

سیدھا راستہ اللہ تم پر واضح کردے گا اس کی وجہ سے تم اللہ کی تکبیر کرو اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اللہ کی تکبیر کی ایک شکل تو یہ ہے کہ ہم زبان سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہیں، اور اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ جب ہم عید کی نماز پڑھنے جاتے ہیں تو تکبیریں کہتے ہوئے جاتے ہیں اور عید کی نماز میں بھی زائد تکبیریں ہم ادا کرتے ہیں یہ بھی اسی کی ایک شکل ہے۔ لیکن اصل تکبیر رب یہ ہے کہ آدمی اس دنیا میں اللہ کی کبریائی کا نظام قائم کرے۔ بڑا وہ ہوتا ہے جس کا کہنا مانا جارہا ہے۔ گھر میں بھی بڑا وہ ہے جس کا کہنا مانا جارہا ہے۔ اس کائنات میں اگرچہ اللہ آسمانوں پر بڑا ہے، زمین بھی اللہ نے پیدا کی ہے لیکن یہاں اس معنی میں تو اللہ بڑا نہیں ہے کہ لوگ اس کا ہر حکم مانتے ہوں۔ اس دنیا کو تو لوگوں نے تقسیم کردیا ہے یہاں بڑے بڑے LANDLORD اور جاگیر دار ہیں جن کا مختلف علاقوں میں حکم چلتا ہے اور ان کو وہاں بڑا سمجھا جاتا ہے یہ علاقہ لغاریوں کا ہے اس کے آگے جتوئیوں کا ہے اس کے آگے قریشیوں کا ہے، گیلانیوں کا ہے مزاریوں کا ہے اور آگے سمندر آگیا۔ اللہ کی زمین کہاں ہے جہاں اللہ کا حکم چل رہا ہو؟ جاگیرداروں کی رعیت بیٹھی ہوئی ہے اس میں انہیں کا حکم چلتا ہے، ان کے علاقے میں ان کی مرضی کے بغیر نہ تھانیدار کا تعین ہوسکتا ہے، نہ ان کی مرضی کے بغیر فوج داخل ہوسکتی ہے، نہ پولیس داخل ہوسکتی ہے، ان کی جاگیر میں ان کی مرضی کے بغیر پتہ تک نہیں ہل سکتا۔ اللہ کی زمین کہاں ہے جہاں اللہ کا حکم چلتا ہے؟ تکبیر رب کے معنی یہ ہیں کہ اس روئے ارضی پر ایسا نظام ہو ایسے حالات ہوں کہ اس میں اللہ کا حکم چل رہا ہو، اللہ سب سے بڑا ہو، اللہ کی SOVEREIGNTY اور حاکمیّت قائم ہو، اللہ کے احکام کے مطابق فیصلے ہو رہے ہوں۔ حقیقت کے اعتبار سے تکبیر رب یہ ہے۔ اور جتنی جتنی کسی کو ہدایت نصیب ہو جائے اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی اس کبریائی کے نظام کو اس نظامِ خلافت کو قائم کرنے کے لیے محنت کرے اور کوشش کرے یہی اللہ تعالیٰ یہاں فرمارہے ہیں اگر تم دن کے روزے رکھو گے رات کو قرآن سنو گے تو تمہارے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جائے گا تمہیں ہدایت نصیب ہو جائے گی اور تم اس میدان میں محنت کرنے کے لیے اپنے اندر کوئی آمادگی پاؤ گے۔ اگر ایسا ہو تو فرمایا

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ اور تاکہ تم شکر ادا کرو

اس مہینے کی عبادت کے نتیجے میں اگر اس مقام تک پہنچ جاؤ تو پھر اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں

سیدھے راستے پر گامزن کر دیا ہے۔اس کی عملی شکل وہ ہے جو ہم عید الفطر کا دوگانہ پڑھتے ہیں کہ وہ دراصل نمازِشکر ہے۔جن لوگوں نے اس مہینے کا حق ادا کیا ہے ان کی طرف سے نمازِشکر ہے کہ اللہ تیرا احسان ہے کہ تو نے ہمیں اس مہینے کی برکتوں سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

یہ رمضان المبارک کا مہینہ بہت اہم موقع ہے۔حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:............رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ (ترمذی) اس شخص کی ناک خاک آلود ہوگئی یعنی وہ برباد ہوگیا جس کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا پھر وہ گزر گیا لیکن اس کی مغفرت نہ ہوئی۔یعنی وہ بھلا چنگا تھا، مسافر بھی نہیں تھا پھر بھی اس نے اس مہینے میں اتنی عبادت نہیں کی کہ وہ مغفرت کا مستحق ہو جائے تو اس نے اپنے آپ کو تباہ و برباد کر لیا۔معلوم ہوا کہ یہ مہینہ اللہ کی طرف سے ایک اہم موقع ہے جو اُس نے ہمیں سال میں ایک مرتبہ عطا فرمایا ہے۔جیسے نماز اور جمعے کے بارے میں ہے کہ ایک نماز کے بعد اگر دوسری نماز کی توفیق مل جائے اور آدمی اس کا حق ادا کر دے تو دو نمازوں کے درمیان اگر کچھ صغیرہ گناہ ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دیتا ہے۔اسی طرح ایک جمعہ پڑھا اس کے بعد آدمی جتنا ہو سکا کوشش کرتا رہا لیکن کچھ غلطیاں ہو گئیں پھر اگلے جمعے کا صحیح صحیح حق ادا کرنے کا موقع مل گیا قرآن مجید کی تذکیر میں حاضر ہوا اور قرآن سنا تو اس دوران جو کوئی غلطی کوتاہی ہوگئی اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔اسی طرح ایک آدمی کو اپنی ASSESSMENT کرنے کے لیے، اپنی نیکیوں کا اور اپنے معمولات کا جائزہ لینے کے لیے گیارہ مہینے کے بعد ایک مہینہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جیسے وہ کاروباری لوگ کہتے ہیں کہ ''گیارہ مہینے ہمارے اور ایک مہینہ آپ کا'' کلیئرنس سیل ہے، لوٹ کر لے جاؤ ہر چیز جو بھی ہو سکتا ہے۔تو اللہ کی طرف سے بھی ایک مہینہ سال کے بعد ایسا ہے جس میں ہر آدمی جتنی نیکیاں چاہے کما لے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے سارے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔ماہ رمضان کے روزے رکھنے سے ہی آدمی کامیاب ہو سکتا ہے لیکن جیسے ہم اپنی زبان میں کہیں گے کہ DOUBLE SURE ہونے اور دوہرا یقین اور گارنٹی

حاصل کرنے کے لیے کہ واقعتاً اللہ نے سارے گناہ معاف کر دیے یا اگر ایک طرف سے پورے نمبر نہیں ملیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک اور تلقین فرما دی: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ جس نے رمضان المبارک کی راتوں میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھا/یا سنا اس کے بھی اللہ تعالیٰ سارے سابقہ گناہ معاف کر دے گا۔ اس نے رات کو جاگنے کا حق ادا کیا اس کے بھی سارے گناہ معاف کر دے گا گویا کہ DOUBLE SURE ہونے اور مثبت نتائج حاصل کرنے کے لیے کہ واقعتاً انسان کی بخشش ہوگئی ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو گئے ہیں یہ دوسرا موقع اللہ نے ایک اور پہلو سے بھی عطا فرما دیا کہ اگر کچھ کوشش اُدھر سے ہو جائے کچھ اِدھر سے ہو جائے تو نتیجہ برآمد ہونا چاہیے۔ اس میں بھی کوئی کمی ہو سکتی ہے تو ایک تیسرے رخ سے بھی اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے ہم تک یہ ہدایت پہنچائی کہ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ جو شخص لیلۃ القدر میں اللہ کی عبادت کے لیے کھڑا رہا اور اس کا حق ادا کیا اس کے بھی اللہ تعالیٰ سارے سابقہ گناہ معاف کر دے گا۔ گویا کہ تین پہلوؤں سے تین انداز سے اللہ تعالیٰ ہمارے سابقہ گناہ معاف کرنے کو تیار ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہم وہیں کے وہیں کھڑے رہیں تو کوتاہی ہماری ہے اللہ کی طرف سے تو نہیں ہے۔ پانچویں پارے کی آخری آیت میں یہی مضمون ہے ﴿مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا﴾ (النساء:147) اللہ کو تمہیں عذاب دے کر، جہنم میں ڈال کر، تکلیفیں دے کر کیا فائدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ تو معاذ اللہ ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کو تکلیفیں دے کر اسے لذت محسوس ہو، وہ تو تمہیں بخشنا چاہتا ہے، وہ تو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا اجر دینے کو تیار ہے۔ اس کے باوجود کوئی اپنے آپ کو JUSTIFY نہ کرے کہ وہ جنت میں جانے کا مستحق ہو جائے تو اس میں ہمارا قصور ہے۔ احادیث میں تین مختلف انداز سے آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کرنے کو تیار ہے اس کے باوجود بھی کوئی آگے نہ بڑھے تو اس میں قصور کس کا ہے؟ جیسے علامہ اقبال نے جوابِ شکوہ میں کہا ہے

؎ ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہروِ منزل ہی نہیں

کوئی آگے بڑھنے کو تیار ہی نہیں ہے ہم کہاں سے راہ دکھلا دیں؟ ہم کیسے لوگوں کی بخشش کردیں کوئی آدمی اس کے لیے آمادہ ہی نہیں ہے۔تو یہ ہے وہ موقع رمضان المبارک کا کہ اگر ہم اس کے دن کے روزوں اور رات کے قیام کا حق ادا کریں پھر جو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے اس میں اگر قیام کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ایک گارنٹی حاصل ہوجائے گی۔اور اس گارنٹی کی پہچان کیا ہے؟ ویسے تو ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے رمضان کے روزے بھی رکھے ہیں، تراویح بھی پڑھی ہیں اور لیلۃ القدر میں عبادت بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ نے پتہ نہیں کیوں نہیں مجھے بخشا۔اس کی پہچان اسی طرح کی ہے جیسے حج کی پہچان ہے کہ حدیث میں ہے کہ حج مبرور کے نتیجے میں آدمی کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔اب کوئی شخص حج کے لیے گیا وہاں اس نے اس طرح حج ادا کیا جیسے اس کا حق ادا کرنا ممکن تھا پھر واپس آ گیا۔اب یہاں آ کر اگر پھر وہی دھندے شروع کردیے جو پہلے کر رہا تھا تو کیا کوئی مانے گا کہ اس کا حج قبول ہوگیا؟ لیکن اگر ایک شخص حج کرکے واپس آیا اس نے اپنی زندگی تبدیل کرلی پہلے جو کچھ اس کے مشاغل تھے جو کچھ وہ دھندے کرتا تھا جو بلیک مارکیٹ کرتا تھا یا کوئی اور غلط کام کرتا تھا وہ سارے اس نے چھوڑ دیے، دوستوں کو بھی بتا دیا کہ اب میں نے وہ چھوڑ دیے ہیں، اب میں اللہ سے وعدہ کرکے آیا ہوں کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، کاروبار بیٹھتا ہے تو بیٹھ جائے لیکن میں یہ دھندے نہیں کروں گا۔ یہ حج کی قبولیت کی اور اس بات کی نشانی ہے کہ واقعتاً اس کے سارے گناہ معاف ہوگئے ہیں۔یعنی اس کی زندگی کا رخ بدل جائے، اس کے شب و روز بدل جائیں، اس کے معاملات بدل جائیں تو اندازہ ہوگا کہ واقعتاً اس شخص کے اب سارے گناہ معاف ہوگئے ہیں۔اسی طریقے پر رمضان المبارک کے نتیجے میں اگر کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ میں نے تو بڑی عبادت کردی روزوں کا حق بھی ادا کردیا قیام اللیل کا بھی حق ادا کردیا لیلۃ القدر کا حق بھی ادا کردیا اب پتہ نہیں گناہ معاف ہوئے یا نہیں ہوئے۔اس کا پیمانہ یہ ہے کہ اگر رمضان المبارک سے پہلے کی زندگی اور رمضان المبارک کی بعد والی زندگی میں تبدیلی آ گئی تو REST A SURE کہ آپ کے سارے گناہ معاف ہوگئے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا ہے، لیکن اگر زندگی کا رخ وہی رہا جو رمضان المبارک سے پہلے تھا (یکم شوال کو عید کے دن ظہر کی اور مغرب کی نماز میں اکثر وبیشتر

مساجد میں وہی لوگ ہوتے ہیں جو انتیس شعبان کو ہوتے ہیں، درمیان کے ان خاص دنوں میں جو لوگ آتے ہیں وہ سارے کے سارے غائب ہوجاتے ہیں) تو پھر اس سے تو اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے سارے گناہ معاف ہوگئے۔ اگر اس شخص کے شب وروز بدل جائیں، معاملات بدل جائیں، اس کی دوستیاں بدل جائیں، اس کے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے انداز بدل جائیں، اس کی شامیں بدل جائیں، اس کی راتیں بدل جائیں تو پھر محسوس ہوگا کہ اس نے اس کا حق ادا کردیا ہے اور اس کے سارے سابقہ گناہ معاف ہوگئے ہیں۔ تو یہ تفصیل میں نے اس لیے بتادی کہ یہ آج موقع ہے، ابھی رمضان المبارک کا آغاز ہے ابھی کوئی زیادہ ہاتھ سے نہیں گیا ہے اگر ہم اس موقع سے فائدہ اٹھالیں تو اس میں ہماری بہتری ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ تو یہ موقع فراہم کرتا رہتا ہے اگر ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے اور جو نیکیوں کی بہار ہمارے گھر آئی ہے اور ہمارے سامنے جو دریا بہہ رہا ہے اس سے ہم فائدہ حاصل نہیں کریں گے تو نقصان ہمارا ہے قصور ہمارا ہے۔

اگلی آیت میں دعا کا مضمون ہے کہ اگر انسان اس مہینے میں عبادت کا، روزے کا، قیام اللیل کا حق ادا کرے گا تو اس کی روح بیدار ہوگی اور اس کے اندر اپنے رب کو پہچاننے کا اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے کا ایک جذبہ پیدا ہوگا۔ اس کا یہاں ذکر ہے

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ اور (اے نبی ﷺ) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو آپ انہیں کہیے) میں تو قریب ہوں

کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، پہاڑوں پر یا جنگلوں میں اللہ کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تو انتہائی قریب ہوں، میں تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں، میں تو تمہارے دل کے اندر ہوں ع دل کے آئینے میں ہے تصویر یار، جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔ تم توبہ تو کرو، نیکی کا راستہ تو اختیار کرو، تم اپنے آپ کو تو تبدیل کرو مجھے تم انتہائی قریب پاؤ گے۔

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ میں تو پکارنے والے کی پکار (کو خود سنتا ہوں اور اس) کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے

فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ انہیں بھی چاہیے کہ میرا کہنا مانیں اور مجھ پر یقین رکھیں تاکہ ہدایت یافتہ ہوجائیں۔

شرط ایک ہی ہے۔تم اللہ سے اپنی فرمائشیں پوری کرالواور اللہ کا کہنا نہ مانو یہ ممکن نہیں ہے۔اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہاری فرمائشیں پوری کرے،تمہاری فریادیں سنے،تمہاری مناجات سنے پھر تمہیں بھی چاہیے کہ تم اللہ کا کہنا مانو۔ایک ہی شرط ہے اگر یہ پوری کردو تو اللہ تعالیٰ تمہاری ساری مناجات سننے کو تیار ہے۔

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ سے قبل ظلمت کدہ تھا جہاں — آپؐ آئے تو جگ کو ملی روشنی
خوشنوائی سے انسان کو بیر تھا — کالی کوئل کو آتی نہ تھی راگنی
زہر آلود تھی بزمِ انسانیت — رہبروں نے بھی اپنالی تھی رہزنی
جاں نثاری سے انساں شناسا نہ تھا — بغض، کینہ، عداوت تھی اور دشمنی
سر بسر شر سے ہر ہوچکا تھا بشر — آدمیّت سے تھی شیطنت دوگنی
حق پہ باطل نے قبضہ لیا تھا جما — بے کسوں پہ مظالم تھے نا گفتنی
ظلمتوں پر تھیں چھائی ہوئی ظلمتیں — پڑ چکی ماند تھی چاند کی چاندنی
ہر طرف ظلم تھا اور جور و جفا — زندگی پر تھی چھائی ہوئی مردنی
بعد صدیوں برس آئے ختم الرسلؐ — علم و عرفاں کی بخشی ہمیں روشنی
ٹھوکروں سے کیا کوہِ ظلمت نگوں — عزم خاکی بشر کو دیا آہنی
ظلمت شب اویسی ہوئی ضو فشاں — دی جلا آپؐ نے ظاہری باطنی

انجینئر عبدالرزاق اویسی ٹوبہ ٹیک سنگھ

قسط 2

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایریت

فصلِ دوم: تاریخی جائزہ

انجینئر فیضان حسن

(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

1۔ مذہب اور سائنس کا باہمی تعلق

انسانی زندگی کے کچھ خواص ہیں اور ان خواص کے اعتبار سے کچھ لوازم بھی۔ انسانی زندگی کا مادی وجود اس سے بہت سی چیزوں کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی طرح، اس کا ایک روحانی وجود بھی ہے جو اس سے ''مذہب'' مانگتا ہے۔ انسان مادی اعتبار سے خواہ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو جائے، اس کا روحانی وجود اسے سکونِ قلب کی دولت طلب پیدا کر کے اسے اپنے وجود کا احساس دلاتا رہتا ہے بلکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ مادیت کی دوڑ میں انسان جس قدر آگے بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی اس کی روحانی تشنگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ پیاس ہی مذہب کے وجود کی سب سے بڑی، سب سے وقیع، سب سے وزنی اور عالم گیر دلیل ہے۔

سائنس دورِ جدید کے انسان کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے چکی ہے۔ یہ بات درست ہوگی اگر سائنس سے سائنسی ایجادات مراد لی جائیں لیکن خود سائنس ایک طرزِ فکر کا نام ہے جو گزشتہ زمانے میں بدقسمتی سے چند خارجی اور داخلی عوامل کے سبب اور ابتدائی سطح پر ملنے والی کامیابی سے حاصل ہونے والی خوشی کے زعم میں مذہب اور خدا کے تصور سے ٹکرا گئی تھی، لیکن اب ہر سطح پر اس کا احساس پیدا ہو چلا ہے کہ سائنس کا میدان اور ہے اور تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہو چکا ہے لیکن یہ دخل تعمیری اور مثبت نوعیت کا ہے۔ منفی اور تخریبی نہیں۔ لہٰذا دونوں میں ٹکراؤ اور

تضاد کی کیفیت کا پیدا ہونا ممکن نہیں، ایسا تو اس وقت ہوگا جب دونوں کے مفادات مشترک ہوتے اور جب دونوں کا میدانِ عمل ایک ہوتا۔ دونوں (سائنس و مذہب) کے میدان الگ الگ ہیں۔ اس لئے ان دونوں کی خدمات کو گڈ مڈ نہیں کیا جاسکتا اور جو خرابی بھی پیدا ہوئی ہے اس کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم نے دونوں کی حدود کو باہم ملا دیا۔ اگر یہ بات واضح ہو جائے تو ظاہر ہو جائے گا کہ سائنس کو مانتے ہوئے، اس پر عمل کرتے ہوئے اور اس سے متمتع ہوتے ہوئے بھی مذہب کو خصوصاً مذہب اسلام کو تسلیم کیا جاسکتا ہے اور اس کے مطالبات پورے کیے جاسکتے ہیں۔ دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ لیکن 18 ویں اور 19 ویں صدی میں سائنس اور مذہب کے درمیان ایک خلیج حائل رہی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2۔ کلیسا اور سائنس کا ٹکراؤ ــــ پسِ منظر

سائنس اور مذہب کا یہ ٹکراؤ 18 ویں اور 19 ویں صدی کی پیداوار ہے اور یہی وہ دور ہے جب جدید سائنس کا ظہور ہوا اور دنیا نے اسے کسی علم بلکہ مکتبہ فکر کے طور پر پہچانا۔ سائنسی دریافتوں میں جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لیے بڑی کشش تھی کیونکہ ان کا دارومدار مکمل طور پر مشاہدہ اور تجربے پر تھا۔ یہ چیزیں انسانی شعور اور عقل کو براہِ راست متاثر کرتی ہیں اور انسان ظاہر میں نظر آنے والی چیزوں کا اثر زیادہ تیزی سے اور شدت کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ پھر ایک اور بات بھی ہے، عربی محاورے "کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ" (ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے) کے مطابق، سائنس مذہب کے مقابلے میں ایک نئی چیز تھی۔ ان اسباب وعوامل کی بنا پر لوگوں کا اس کے اثرات تیزی سے قبول کرنا ایک فطری عمل تھا۔ مگر خرابی یہاں سے شروع ہوئی کہ سائنسی دریافتوں سے جو ماحول بنا اس میں لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اب خدا کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور مذہب ایک فرسودہ روایت سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا کو ماننا اس لیے ضروری تھا کہ اس کو مانے بغیر کائنات کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی، اب جدید سائنس نے یہ عقدہ حل کر دیا ہے۔ لوگوں نے اس بات کو جان لیا ہے کہ کائنات اور اس میں واقع ہونے والا ہر ایک امر ایک سبب کی وجہ سے ہے اور سبب معلوم کیا جاسکتا ہے اور یہ تمام کائناتی امور قانونِ فطرت (Law of Nature) کے لگے بندھے اصولوں کے تحت وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ دوسری جانب یوں ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

تعلیمات میں، جو وحی الٰہی پر مبنی تھیں، وقت کے ساتھ ساتھ تغیر اور تحریف شروع کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں یونانی فلسفے نے اس پر غلبہ حاصل کرلیا اور رفتہ رفتہ فلسفیانہ مباحث مذہب کا جزو بن کر تقدس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ فلسفہ بہت سے زمینی حقائق اور معروضی حالات کے خلاف تھا اور اس میں خیالی اور تصوراتی مفروضوں کی بہتات تھی۔ جب سائنس کے مشاہدے اور تجربات پر مشتمل دریافتیں اور انکشافات سامنے آنا شروع ہوئے تو مذہب کا حصہ بن جانے والے ان مفروضوں میں دراڑیں پڑنے لگی۔ جس سے اہل مذہب کلیسا نے اپنے وجود کو خطرہ سمجھا اور یوں سائنس اور اہل مذہب (عیسائیت) کے مابین ایک کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں پوپ کے خاص حکم کے تحت احتسابِ عدالت قائم ہوئی، جس میں تقریباً تین لاکھ افراد کو حاضری دینا پڑی اور تقریباً تیس ہزار افراد کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان سزا یافتگان میں گلیلیو اور برونو جیسے افراد بھی شامل تھے۔ یہ مذہب اور سائنس کے مابین چپقلش اور علیحدگی کا عروج تھا اور یہیں سے وہ جنگ شروع ہوئی جو بالآخر مذہب اور سائنس کی جنگ بن گئی۔ (1)

3۔ مذہب و سائنس کی مقاربت و مغایرت ــــ تاریخی جائزہ

نشأۃِ ثانیہ سے پہلے ایک ہزار سال تک عیسائی کلیسا کی یورپ پر مطلق حکمرانی تھی۔ عدمِ رواداری، تعصب اور توہم پرستی نے حصولِ علم اور سائنسی مطالعے کو ناممکن بنا دیا تھا۔ آزاد سوچ کی ہر کوشش سے بدگمان کلیسا نے ایسی ہر تعلیم کو ناجائز قرار دے دیا تھا جو براہِ راست عیسائی تعلیمات کے مطابق نہیں تھی۔ مذہبی عدالتوں نے ہزاروں لاکھوں افراد کو جادو یا کفر کے الزام میں اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ سزا یافتہ مجرموں کو ان کی ٹانگیں دو گھوڑوں سے باندھ کر زندہ چیر دیا جاتا تھا، ان کی آنتیں باہر نکال دی جاتی تھیں، ستون پر لٹکا کر پھانسی دی جاتی تھی یا زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ مرے ہوؤں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پادری (آرچ بشپ) اشر انجیل مقدس کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا نے اتوار 23 اکتوبر 4004 قبل مسیح کو صبح 9 بجے جنم لیا تھا لیکن مدتوں پہلے مرے ہوئے سائنس دان وائی کلف نے فوسل اور ارضیات کا مطالعہ کر کے یہ کہا تھا کہ زمین چند کروڑ سال پرانی ہے۔ کلیسا نے مردہ وائی کلف کی یہ گستاخی معاف نہ کی۔ اس کی ہڈیاں نکال کر ریزہ ریزہ کی گئیں اور سمندر میں پھینک دی گئیں۔ تاکہ

اختلاف اور شک کے جراثیم زمین کو آلودہ نہ کر سکیں۔

آخر کلیسا بیکن، وائی کلف، بروسو، گلیلیو اور دیگر ہزار ہا کمتر جدید خیالات کے حامل مفکروں کے اتنا خلاف کیوں تھا؟ اس مخالفت کے اسباب درج ذیل تھے۔

1۔ معاشرے کا سارا نظام کلیسا کے نافذ کردہ قواعد واحکام کی من وعن پابندی پر مبنی تھا۔ عبادت کے طریقے، کھانے پینے، شادی اور جنسی مباشرت غرضیکہ ہر چیز کے لیے ایک قاعدہ قانون تھا۔ ازمنہ وسطیٰ کا عیسائی مذہب ایک مکمل ضابطہ تھا۔

2۔ یہ قاعدے اور ان کو نافذ کرنے کے کلیسائی اختیارات کا انحصار کلیسا کے احکام کی مکمل قبولیت اور بے چون وچرا اطاعت پر تھا۔

3۔ ان عقائد اور احکام میں کسی ایک کا بھی انکار یا اس کی خلاف ورزی کو درگزر کرنا ناممکن تھا خواہ اس کا کرنے والا کوئی سائنس دان ہو یا عام آدمی؛ کیونکہ یہ رعایت ان کی تمام معاشرتی عمارت کی تباہی پر منتج ہوسکتی تھی۔

4۔ کلیسا کے لیے سائنس اور ہر قسم کی آزاد خیالی ایک خطرہ تھی جسے ممنوع قرار دینا ضروری تھا۔

گلیلیو پر نازل کیے جانے والے عتاب کو مندرجہ ذیل سیاق وسباق میں دیکھا جانا چاہیے۔ گلیلیو کو جب سزا دی گئی وہ بہت سخت تھی۔ تاہم خصوصی معنویت کی حامل تھی۔ اس ضمن میں برنارڈ شاہ کا تجزیہ درج ذیل ہے۔

گلیلیو ہمارے سائنس دانوں کا مقبول موضوع ہے لیکن اصل نکتہ خطا ہو جاتا ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ متنازع معاملہ یہ تھا کہ آیا زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے یا یہ ایک ساکن مرکز ہے، جس کے گرد سورج گھومتا ہے۔ دراصل معاملہ یہ نہیں تھا۔ بجائے خود یہ اخلاقی معنویت سے عاری محض ایک مادی حقیقت تھی، اس لیے کلیسا کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہ تھی لیکن کلیسائی اربابِ اختیار کو فکر لاحق ہوئی وہ یہ تھی کہ آیا عیسائی مذہب اس دریافت کے صدمے کی تاب لا سکے گا؟ کیونکہ ایک طرف تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ نہ صرف عیسائی بلکہ ساری دنیا کی تہذیب کا انحصار عیسائی مذہب پر ہے اور دوسری طرف وہ ان قصوں کو سچ سمجھتے تھے جن میں جنگ گیان میں شوا کی جنگی

حکمت عملی سے لے کر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا تذکرہ تھا۔ چنانچہ انھیں ڈر تھا کہ کہیں یہ پتہ نہ چل جائے کہ ان صحیفوں اور قصوں کی خالق ایک ایسی ہستی ہے جسے مادی کائنات کی حقیقت کا علم نہیں۔(2)

ازمنہ وسطیٰ کے کلیسا نے چونکہ سائنسی سوچ کو دبایا تھا اس لیے یہ عہد تاریخ کا تاریک ترین دور سمجھا جاتا ہے۔ کئی عالموں اور تاریخ کی تحقیق کرنے والوں نے اس عہد کا مطالعہ نہایت احتیاط اور باریک بینی سے کیا ہے۔ اس ضمن میں ریوڈکسن وائٹ کی 1896 میں دو جلدی کتاب "A History of the warfare efficiency with theology" قابل ذکر ہے۔ وائٹ بعد میں کورنیل یونیورسٹی کا صدر مقرر ہوا اس کی جامع کتاب میں کئی دلچسپ واقعات درج ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ عیسائی علماء نے زمین کی گولائی اور نقاط متقابل کے نظریات پر سخت اعتراضات کیے انھوں نے پوچھا: ''کیا کوئی اتنا بھی بے عقل ہوسکتا ہے جو اس بات پر یقین لے آئے کہ درخت اور فصلوں کے پودے نیچے کی طرف بڑھتے ہیں؟ یا بارش اور برف اوپر کی طرف گرتی ہے؟''۔

سینٹ اگسٹائن جیسے مذہبی رہنما نے کلیسا کو کرۂ زمین کے دونوں طرف متقابل نقاط کے نظریہ کا سخت مخالف بنا دیا تھا اور ایک ہزار سال تک اس بات کو عقیدے کی حیثیت حاصل رہی کہ اگر زمین کی متقابل طرفین ہوں تو پھر بھی اس کی دوسری طرف انسان کا وجود نہیں ہوسکتا۔ غزہ کے پروکوپیس نے اس مسئلہ پر مذہب کا تمام زور صرف کرکے یہ اعلان کیا کہ زمین کی متقابل طرف ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسیٰ مسیح دوسری طرف بھی جاتے اور دوبار انسانیت کے لیے مصائب برداشت کرتے۔ اس کے علاوہ آدم سانپ اور طوفانِ نوح دو دو ہوتے۔ لیکن چونکہ یہ صریحاً غلط ہے اس لیے زمین کی متقابل طرفین نہیں ہوسکتی ہیں۔

2۔ سینٹ پال نے کہا کہ بیماریاں شیطان کے قبیح اعمال ہیں۔ کلیسا کے با اختیار فرد اوریگن نے کہا: یہ عفریت ہیں جو قحط، بنجر پن، ہوا کی کثافت وبائی بیماریاں پیدا کرتے ہیں، وہ اونچی فضا کے بادلوں میں چھپے رہتے ہیں اور کفار جب ان کو دیوتا جان کر خون اور خوشبو پیش کرتے ہیں تو وہ کشش محسوس کرتے ہیں۔ اور کلیسا کے ابتدائی اربابِ اختیار میں سب سے زیادہ با اثر

سینٹ آگسٹائن نے لکھا کہ عیسائیوں کی تمام بیماریوں کا ذمہ دار عفریتوں کو قرار دینا چاہیے خصوصاً نئے بننے والے عیسائیوں کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ معصوم نوزائیدہ بچوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔

پوپ پائیس پنجم کلیسا کے احکام کے مطابق تمام طلبہ پر لازم تھا کہ وہ روح کے طبیب کو بھی بلائیں۔ کیونکہ ان کے مطابق، جسمانی بیماری اکثر گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ چونکہ شیاطین اور بدروحیں بیماری کا سبب ہوتی ہیں۔ اس لیے علاج مقدس تبرکات کے ذریعے آسیب اتا کر کرنا چاہیے۔ اس طرح سے گرجاؤں اور خانقاہوں کو بہت آمدنی ہوتی تھی جو مقدس تبرکات کے لیے مشہور تھے۔ کلیسا نہ صرف روح کا محافظ بلکہ جسمانی صحت کا بھی امین تھا۔ کیونکہ کلیسا کے نزدیک بیماریاں مثلاً چیچک، ہیضہ وغیرہ خدا کی طرف سے۔ اس لیے اس کا علاج خدا کو مزید ناراض کرنے کے مترادف ہے۔ اس شخص کے گھر میں ایک جلتا ہوا گولہ پھینکا گیا جس نے چیچک کے ٹیکے کے موجد ڈاکٹر بوائلسٹن کو پناہ دی تھی۔ گرجاؤں سے چیچک کے ٹیکے کے حامیوں کو گالیاں دی جاتی تھیں لیکن حقائق (باطل کے حملہ آوروں سے زیادہ) مضبوط تھے۔ ٹیکہ لگوا کر لوگ زندہ رہتے تھے اور ٹیکہ لگوائے بغیر مر جاتے تھے۔ اس طرح آخر کار کلیسا نے مجبوراً ٹیکے کو قبول کر لیا گو اس کی مخالفت کلی طور پر ختم نہیں ہوئی۔(3)

3۔ سائنسی طب کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ چیر پھاڑ کر کے مردہ جسموں کے معائنے کی مخالفت تھی۔ سینٹ آگسٹائن جسم کے تشریح کاروں کو قصائی کہتا تھا اور اس کام کی شدید مذمت کرتا تھا۔ عام طور پر دلوں میں یہ خوف جاگزیں تھا کہ مردہ جسم کی چیڑ پھاڑ کے نتیجہ میں قیامت کے روز کوئی ناقابل تصور عذاب نازل ہوگا۔ اس دلیل پر کلیسا نے یہ اضافہ کیا کہ کلیسا خون بہانے سے نفرت کرتا ہے۔ یہ واقعی بہت عجیب دلیل تھی۔ جب مقدس مفاد میں ہزاروں مشتبہ کافروں، منافقوں اور جادوگروں کو زندہ نذرِ آتش کیا گیا تو اس وقت کلیسا کو خون بہانے سے کوئی نفرت محسوس نہیں ہوئی۔ گولے ہوتے ہیں، جو ناراض خدا بدکردار دنیا کی طرف پھینکتا ہے۔ اہل کلیسا شہاب ثاقب کی اخلاقی نوعیت اِس طرح بیان کرتے تھے۔ یہ شہاب ثاقب خدا کی طرف سے اس تلوار کی طرح ہے، جو منصف عدالت میں اپنے اور ملزم کے درمیان رکھتا ہے۔ سترھویں صدی کے اختتام تک بھی حلف لینے کی وجہ سے فلکیات کے پروفیسر صاحبان یہ نہیں پڑھا سکتے تھے کہ شہابِ

ثاقب طبعی قوانین کے تابع اجرامِ فلکی ہوتے ہیں۔لیکن سائنسی معلومات کوزیادہ عرصے تک دبائے رکھنا ناممکن تھا ہیلی نے نیوٹن اور کیپلر کے قوانین کی بنیاد پر ایک خاص خطرناک دم دارستارے کا مدار دریافت کیا اور یہ پیش گوئی کی کہ یہ ٹھیک 76 سال میں اپنی گردش پوری کرے گا اور اس مقام پر دوبارہ نظر آئے گا جہاں ہم نے اسے دیکھا ہے۔اس نے منٹ تک کا حساب لگا کر بتایا کہ وہ دوبارہ کب آسمان کے ایک خاص نقطہ پر نظر آئے گا یہ پیش گوئی ناقابل یقین تھی لیکن 76 سال بعد جبکہ ہیلی اور نیوٹن دونوں بہت عرصہ پہلے مر چکے تھے، ہیلی کا دم دارستارہ ٹھیک اس وقت اور اس مقام پر دیکھا گیا جس کی پیش گوئی کی گئی تھی۔

5۔ ازمنہ وسطیٰ میں یہ عقیدہ عام تھا کہ طوفان شیطان لاتا ہے اس عقیدے کو سینٹ آگسٹائن جیسے مقدس شخص کی حمایت حاصل تھی۔ یہ نظریہ تسلیم کیا گیا کہ طوفان لانا عفریتوں کا کام ہے۔ہوا کی اِس مافوق الفطرت طاقت کے خلاف جھاڑ پھونک کے مختلف طریقے استعمال کیے جاتے تھے۔اِن طریقوں میں سب سے زیادہ عام تیرھویں پوپ گریگوری کا طریقہ تھا۔پندھوریں صدی عیسوی میں یہ الم انگیز عقیدہ عام ہوگیا کہ بعض عورتیں بگولوں،آندھیوں،طوفانوں،سیلابوں وغیرہ کے ذریعہ جہنمی طاقتوں کی مدد حاصل کرتی ہیں۔جبکہ اس سے پہلے مختلف دعائیں منتر وغیرہ پڑھ کر گرجا کی گھنٹیاں بجا کر طوفان کوٹالا جاتا رہا ہے۔7 دسمبر 1484 کو آٹھویں پوپ انوسینٹ نے انجیل کے حکم ”تم جادوگرنیوں کو زندہ نہیں چھوڑو گے“ سے متاثر ہوکر ایک فرمان جاری کیا جس میں جرمنی کے پادریوں کو تاکید کی گئی کہ وہ ایسے جادوگروں اور جادوگرنیوں کا سراغ لگائیں جوموسم کوخراب کرکے انگور کے کھیتوں، باغوں، چراگاہوں اور فصلوں کو تباہ کرتے ہیں۔اِس فرمان کے نتیجہ میں ہزاروں عورتیں قید کی گئیں،انہیں اذیت پہنچائی گئی،ان کے قریبی عزیز بھی ان سے خوف کھانے لگے اور یہ چاہنے لگے کہ موت کے ذریعے ان کواذیت سے نجات مل جائے۔

1859ء میں ڈارون کی Origin of Species چھپنے کے بعد سائنس اور کٹر مذہب پرستوں کے درمیان جو جنگ ہوئی، یہ معرکہ پہلے کے تمام معرکوں پر چھا گیا۔ یہ گلیلیو کے معرکے سے بھی زیادہ ہنگامہ خیز تھا۔حقیقت تو یہ ہے کہ نوعِ انسان کے لیے گرتی ہوئی چٹانوں یا فلکی اجرام کے متعلق سائنسی ہونا اتنا مشکل نہ تھا جتنا کہ خود اپنی زندگی کے بارے میں سائنسی رویہ

اختیار کرنا مشکل ثابت ہوا۔

جن باتوں نے مذہب (عیسائیت) اور سائنس کے مابین ان سنگین اختلاف کو جنم دیا ان سب میں زیادہ متنازع خیز یہ مثال تھی۔

ارسطو نے مرکزیت زمین کا نقطہ عروج پیش کیا تھا یہ خالصتاً یونانی فکر تھی۔ اِس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر چونکہ یہ نظریہ مرورِ زمانہ کے ساتھ مسیحی مذہب کا حصہ بن چکا تھا اس لیے جب کوپرنیکس (1543-1473) نے مرکزیت آفتاب کا تصور پیش کیا تو عیسائی پیشواؤں کے ہاں کھلبلی سی مچ گئی اور انھوں نے کوپرنیکس کی زبان بندی کر دی کیونکہ یورپ میں اس وقت مسیحی پیشواؤں کو اقتدار حاصل تھا جس کا انھوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

اس جنگ اور محاذ آرائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں میں یہ خیال عام ہو گیا کہ علم (سائنس) اور مذہب دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک کی ترقی دوسرے کی موت کا درجہ رکھتی ہے۔ حالانکہ یہ خیال بدیہی طور پر سراسر غلط تھا اور اسلام کے نقطۂ نظر کے صریح خلاف بھی۔ وہ تو یہ کہتا ہے کہ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا ......﴾ ''خدا سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں......''۔(4)۔مگر ان حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ علم (سائنس) لوگوں کو خدا اور مذہب (عیسائیت) سے دور کرنے والا بن گیا۔

سائنس اور مذہب کا یورپ میں ہونے والا یہ تصادم کوئی دوصدی تک جاری رہا حتیٰ کہ 1859ء میں ڈارون نے اپنی کتاب Origin of Species شائع کی۔ چرچ کی جانب سے اس کی بھرپور مخالفت کی گئی، مگر اب چرچ کی طاقت کمزور پڑ چکی تھی اس لیے رفتہ رفتہ صلح کے امکانات پیدا ہونے لگے اور بالآخر دونوں کے درمیان سمجھوتہ طے پا گیا جو دراصل سیکولرازم (Secularism) کی صورت میں تھا۔اب مذہب اور سائنس کے درمیان حدود کا رمتعین کر دی گئیں اور دونوں کے دائرے الگ الگ ہو گئے۔ یوں کلیسا اور اہل سائنس کے مابین جاری جنگ کا تو خاتمہ ہو گیا مگر درحقیقت مذہب اور سائنس دونوں نے وہ راستہ اختیار کیا جو فطرت کے سراسر خلاف تھا۔ اِس لیے رفتہ رفتہ حالات سدھرنے کی بجائے مائل بہ انحطاط ہوتے چلے گئے اور نوبت بایں جا رسید کہ مذہب اور خدا ہر اعتبار سے (بزعم خود و بزعمِ غلط) ان کی زندگیوں سے نکل گیا لیکن

یہ ایک غیر فطری رویہ تھا نتیجتاً خدا پھر بھی موجود رہا اور مذہب کی ضرورت پھر بھی باقی رہی۔ آخر انسان دن کے وقت میں کمرہ بند کر کے اور روشنی کی گزرگاہوں کو ختم کر کے اپنے آپ کو تو رات ہو جانے کا غلط اطمینان دلا سکتا ہے مگر سورج کی موجودگی کو تو ختم نہیں کر سکتا۔(5)

4۔ سائنس اور مذہب ــــ مفاہمت کا طریقہ کار

سائنس اور مذہب کے مابین مفاہمت کا درست اور قابل عمل طریقہ کار یہی ہے کہ اِس ضمن میں پھیلی ہوئی غلط آرا، غلط خیالات وتصورات اور فضا کو پراگندہ کرنے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ خصوصاً اِسلام کے حوالے سے یہ بات واضح کر دی جائے کہ سائنسی ایجادات اور اِسلامی تعلیمات میں کوئی تباین نہیں، کوئی تضاد نہیں ہے اور اگر کسی مقام پر ایسا نظر بھی آتا ہے تو وہ عارضی ہے اور اِسلامی تعلیمات کی کنہ اور حقیقت تک رسائی حاصل نہ ہو سکنے کا نتیجہ ہے یا تجربے اور مشاہدے کا نقص ہے۔

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ سائنس علت ومعلول کی ہر کڑی میں غایت (Purpose) کو ضرور شامل کرے۔ اگر اس نے سلسلہ واقعات کی ہر کڑی میں غایت کو تسلیم کر لیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے خدا کے وجود کو تسلیم کر لیا، اس کے ضابطہ اخلاق کو تسلیم کر لیا، یومِ حساب کو تسلیم کر لیا اور سائنس کی سرکشی نے خدا کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔(6)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ شرط کوئی نئی نہیں، نہ ہی پہلی بار پیش کی گئی، نہ سائنس اس سے ناآشنا ہے پھر سے یاد کرایا جا رہا ہے اور اسے اس بات کی دعوت دی جا رہی ہے جس پر وہ اِس سے پہلے خود تھی۔ برٹرینڈ رسل کہتا ہے:

> ”سائنس کے دائرہ کار میں یہ بات پہلے بھی شامل رہی ہے۔ لامذہب اختیار کرنے سے پہلے تک سائنس واقعات کے ہر سلسلے کو مذہب کی طرح علت، معلول اور غایت پر منحصر سمجھا کرتی تھی۔(7)

پھر اہم بات یہ کہ غایت کو اگر سائنس میں شامل کر لیا جائے تو مطالعہ سائنس میں زیادہ معنویت پیدا ہو سکتی ہے۔ ایک فاضل محقق کے بقول:

> ”غایت کو سائنس میں شامل کر لینے سے ہر مضمون میں علت اور معلول کی حکمتوں

تک انسان کی رسائی ہو سکے گی اِس کے بعد سائنس کا مطالعہ زیادہ بامعنی بھی ہو جائے گا۔ اِس کام میں مسلمان سائنس دانوں پر اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہم اِس اصولِ مفاہمت کے مذہبی سطح پر پہلے ہی سے قائل ہیں۔ اِس لیئے ہمیں چاہیے کہ اِس اصول کو سائنس کی آئیڈیالوجی بنائیں اور اِس آئیڈیالوجی سے عالمی سائنس کو روشناس کرائیں'۔(8)

سائنس مذہب کا انکار کر کے جن خطرات سے دوچار ہو رہی ہے۔ ان سے بچنے کا محفوظ طریقہ مذہب کے زیرِ سایہ آ جانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہی فطرت کا تقاضا بھی ہے۔ لیکن ایک اور پہلو سے بھی سائنس کو مذہب کی چھتری درکار ہے۔ سائنس نے انکشافات و اکتشافات کے میدان میں تو یقیناً بے حد ترقی کر لی ہے مگر وہ اخلاقیات اور نفسیات کے میدان میں بہت پیچھے ہے۔ ان میدانوں میں اِس کے انحطاط پر یہ کہنا صحیح ہے کہ جوں جوں سائنس آگے بڑھ رہی ہے اخلاقیات کے میدان میں اِس کا تنزل اور انحطاط اِسی رفتار سے زیادہ ہو رہا ہے۔ اِن حالات میں خصوصاً کسی ایسی رکاوٹ کی ضرورت ہے جو سائنس کو اِن تنزلیوں کا شکار ہونے سے روک سکے اور اِسے ایک ایسا مربی درکار ہے جو اِسے بتا سکے کہ اِسے کیا کرنا ہے اور کن امور سے اپنے آپ کو باز رکھنا ہے۔ مختصر لفظوں میں یہ کہ اِس کی حدودِ کار کیا ہیں؟ جدید سائنسی تحقیقات و ایجادات کے بعد اِس کی ضرورت یوں بھی بڑھ گئی ہے کہ ان کے نتیجہ میں ایسے عوامل سامنے آ رہے ہیں جن کی موجودگی پوری انسانیت کے لیے خطرہ بن رہی ہے۔ اِن کی مثال میں دو چیزوں، مہلک ایٹمی و جراثیمی ہتھیار اور سائنسی ایجادات سے متاثر ہونے والے عالمی ماحول کو پیش کیا جا سکتا ہے، جنہوں نے پوری دنیا میں موجود امن پسند اور درد دل رکھنے والے اصحابِ علم کو اور اصحابِ فکر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اِس خطرے کو بھی مذہب اِسلام ہی ٹال سکتا ہے جو اِس سمت میں بھی واضح اور دوٹوک رہنمائی کرتا ہے۔ اِس کا سادہ اور واضح اصول یہ ہے کہ جو چیزیں انسانیت کے لیے مفید ہیں وہ اختیار کرنا ضروری ہیں جن سے انسانوں بلکہ کائنات کو کسی بھی قسم کے ضرر پہنچنے کا خدشہ ہو تو اس سے احتراز ضروری ہے اور اگر اِس سے فوائد بھی حاصل ہوں تو ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے اس کی مضرت ختم ہو جائے۔ یہ ہے اِسلامی نقطہ نظر کا خلاصہ۔

یہ صورتحال عرصے سے اہل علم کو مضطرب کیے ہوئے ہے اور اِس کا اِحساس غیر مسلم مفکرین کو بھی ہے اور غور وفکر کے بعد وہ بھی اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اِس مشکل سے نکلنے کا واحد حل مذہب ہے۔ مندرجہ بالا تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اِن دو وجوہ کی بنا پر، جن میں پہلی وجہ سائنس کے فروغ سے روحانی دنیا میں پیدا ہونے والا خلا ہے اور دوسری وجہ اخلاقی، تہذیبی اور ثقافتی بحران ہے، سائنس کے لیے مذہب کو قبول کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ پھر اہم بات یہ کہ اِسلام سائنس کو نہ صرف قبول کرتا ہے بلکہ وہ خود تجربے اور مشاہدے نیز غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ البتہ اِس کا مدعا اِس سے ہوتا ہے کہ انسان اِس تدبر اور غور وفکر کے ذریعے اِس کائنات کے رب تک پہنچ سکے اور پھر بعد کے اقدام کے طور پر اِس کے اِحکامات کی بھی بجا آوری کر سکے، یہی اِنسانیت کی معراج ہے اور یہی اِسلام کا مطالبہ ہے۔(9) (جاری ہے)

حواشی

(1) مولانا وحید الدین، اِسلام اور عصر حاضر، فضلی سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، کراچی
(2) ابو محمد مخدوم زادہ، قرآن کریم کے سائنسی انکشافات، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور
(3) ابو محمد مخدوم زادہ، قرآن کریم کے سائنسی انکشافات، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور
(4) (فاطر:28)
(5) قرآن کریم کے سائنسی انکشافات، ابو محمد مخدوم زادہ، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور
(6) حفیظ الرحمٰن صدیقی، سائنس اور مذہب میں مفاہمت، مشمولہ سہ اشاعتی آیات، مدیر ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی، مرکز الدراسات العلمیہ، علی گڑھ ا ج سوم، ش اول، جنوری تا اپریل 92
(7) Bertrand Russel, The Impact of Science on Society, London, 1952
(8) حفیظ الرحمٰن صدیقی، سائنس اور مذہب میں مفاہمت، مشمولہ سہ اشاعتی آیات، مدیر ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی، مرکز الدراسات العلمیہ، علی گڑھ ا ج سوم، ش اول، جنوری تا اپریل 92
(9) ابو محمد مخدوم زادہ، قرآن کریم کے سائنسی انکشافات، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

فتنۂ دجّال

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ چہارم

محمد نعمان اصغر

iii. دجال کا حلیہ

i. دجال دائیں آنکھ کا کانا ہوگا:

9۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا اور دوسرے بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام نے بھی، اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹا ہونے کی اور کوئی دلیل معلوم نہ ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مردود کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے انگور کا دانہ۔ (صحیح بخاری-4402)

ii. دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا:

10۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نے جتنے بھی نبی بھیجے ہیں ان سب نے جھوٹے کانے دجال سے اپنی قوم کو ڈرایا۔ وہ دجال کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے''۔ (صحیح بخاری-7131)

11۔ ''جسے ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ مؤمن پڑھ لے گا''۔ (مسند احمد-12992)

iii. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم میں دجال دیکھا:

12۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں سویا

ہوا تھا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔اچانک ایک صاحب نظر آئے، گندم گوں، بال لٹکے ہوئے تھے اور دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لئے ہوئے تھے)۔ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا کہ عیسی ابن مریم علیہ السلام۔پھر میں مڑا تو ایک دوسرا شخص نظر آیا جو سرخ، بھاری جسم والا، گھنگھریالے بال والا اور ایک آنکھ سے کانا جیسے ان کی آنکھ پر خشک انگور ہو۔میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ دجال ہے دجال۔اس کی صورت عبدالعزی بن قطن (بنی مصطلق قبیلے کا ایک شخص) سے بہت ملتی تھی۔(صحیح بخاری 7026)

iv. دجال چھوٹے قد کا اور گھنگھریالے بالوں والا ہوگا:

13۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے تمہیں دجال کے متعلق حدیث بیان کی حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم نہیں سمجھ سکے ہو۔بے شک مسیح دجال چھوٹے قد کا ہے۔اس کے دونوں پاؤں میں اس کے معمول سے زیادہ کشادگی ہوگی۔بال گھنگھریالے ہوں گے، وہ کانا ہوگا، ایک آنکھ غائب ہوگی، اس کی آنکھ بلند ہوگی نہ دھنسی ہوگی۔ اگر پھر بھی تمہیں مغالطہ ہو جائے تو جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں۔“(مشکوۃ المصابیح-5485)

v. دجال کی آنکھ سبز شیشے کی طرح ہوگی:

14۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کی آنکھ سبز شیشے کی طرح ہوگی اور تم عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔(مسند احمد)

iv. دجال کا ٹھکانہ اور خروج کی جگہ

i. دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے:

(15)- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کر کے فرمایا خبردار رہو وہ (دجال) شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔(صحیح مسلم-7386)

نوٹ: ☆ شام کے سمندر سے مراد بحیرہ روم ہے جس میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سفر کیا تھا۔ بحیرہ روم کے شمال میں براعظم یورپ ہے۔بحیرہ روم مغرب میں جا کر بحر اوقیانوس سے مل جاتا ہے۔گمان یہی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کشتی بحیرہ روم سے نکل کر بحر اوقیانوس میں داخل ہوئی۔

یہ سمندر بحیرہ روم کی نسبت بہت بڑا ہے۔ان کی کشتی غالباً اسی سمندر میں ایک ماہ تک بھٹکتی رہی۔ اسی سمندر کے ایک جزیرے میں ان کی ملاقات دجال سے ہوئی۔ برمودا جزائر بھی بحراوقیانوس میں ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دجال کا ٹھکانہ ہے، واللہ اعلم۔ برمودا تکون (Triangle) ایک فرضی تکون ہے جس کا ایک سرا جزائر برمودا، دوسرا امریکی ریاست فلوریڈا اور تیسرا پورٹوریکو سے ملتا ہے۔ان تینوں نکات کو ملنے سے جو علاقہ وجود میں آتا ہے اسے برمودا ٹرائی اینگل کہتے ہیں۔اس علاقے میں سینکڑوں جزائر ہیں جن میں اکثر بے آباد ہیں۔ یہاں ہوائی جہازوں اور کشتیوں کے غائب ہونے کی بہت سی خبریں ملتی ہیں۔

☆ یمن کے سمندر سے مراد بحر ہند ہے جو براعظم افریقہ کے نیچے سے بحراوقیانوس سے مل جاتا ہے۔ بحراوقیانوس ہی میں جزائر برمودا ہیں۔ یہ جزائر جغرافیائی طور پر امریکہ کے قریب واقع ہیں۔امریکہ برمودا تکون کے مغرب میں واقع ہے۔

☆ نبی اکرم ﷺ نے دجال کے ٹھکانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مشرق میں ہے۔ بحرالکاہل میں بھی ایک جگہ ایسی ہے جو برمودا ٹرائی اینگل جیسی خصوصیات کی حامل ہے۔ یہ جگہ ''شیطانی جزائر'' (Devil Sea) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ علاقہ جاپان کے جنوب اور فلپائن کے مشرق میں واقع ہے۔ایک رائے کے مطابق کسی دور میں یہ جگہ بھی دجال کا ٹھکانہ رہی ہے۔مصر کے معروف محقق عیسیٰ داؤد اپنی مشہور کتاب ''مثلث برمودا'' میں لکھتے ہیں کہ دجال بحرالکاہل کے ان ہی بے آباد اور ویران جزائر میں تھا اور نبی اکرم ﷺ کے وصال تک وہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔مگر خاتم المرسلین ﷺ کے وصال کے بعد اس کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں لیکن ابھی اسے خروج کی اجازت نہیں ملی۔لہٰذا وہ شیطانی سمندر سے شیطانی تکون (Bermuda Triangle) تک رابطے میں ہے۔ جس کے قریب شیطانی تہذیب پروان چڑھ کر نکتہ عروج کو پہنچنے والی ہے۔ (امریکہ کے مشرق میں بحرالکاہل واقع ہے جس میں شیطانی جزائر موجود ہیں جبکہ اس کے مغرب میں بحراوقیانوس ہے جس میں برمودا تکون واقع ہے) امریکی تہذیب کے شیطانی ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ سیاسی سطح پر غیر اللہ کی حاکمیت، معاشی سطح پر سود اور جواء اور معاشرتی سطح پر بے حیائی اور مادر پدر آزادی کی انتہا نے اس معاشرے کو شیطانی بنا دیا ہے۔(بائبل کی ایک

پیش گوئی کے مطابق ایک شیطانی طاقت کو دو پانیوں کے درمیان غرق کر دیا جائے گا۔ یہ غالبًا امریکہ ہی ہوگا جس کی شیطانی تہذیب کا انجام بھی قومِ لوط کی طرح ہی ہوگا۔) واللہ اعلم

ii. دجال مشرق سے نکلے گا:

16۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ دجال مشرق کے ملک سے ظاہر ہوگا جس کو خراسان کہا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے گویا تہ بہ تہ ڈھال کے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ-4072)

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خراسان میں آج کے افغانستان کا بڑا حصہ شامل تھا، اس کے علاوہ ایران کا ایک بڑا حصہ اور پاکستان کا کچھ علاقہ بھی خراسان میں شامل تھا۔ خراسان آج بھی ایران کے ایک صوبے کا نام ہے۔ ایک روایت کے مطابق دجال کا خروج اصبہان (اصفہان) کی یہودیوں کی بستی سے ہوگا۔ اصفہان بھی ایران کا مشہور شہر ہے جہاں ہزاروں یہودی آباد ہیں۔ چنانچہ مشرق سے مراد یہ علاقہ ہوسکتا ہے جو کہ دجال کے خروج کی جگہ ہے۔ واللہ اعلم

v. خروج دجال سے قبل کے عمومی حالات

i. منبروں سے دجال کا تذکرہ ختم ہو جائے گا:

17۔ راشد بن سعد کہتے ہیں کہ جب اصطخر (ایک علاقے کا نام) فتح ہوا تو ایک منادی نے یہ آواز دی کہ خبردار دجال کا ظہور ہو چکا ہے۔ یہ سن کر حضرت مصعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو جا کر ملے اور کہا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تمہیں بتلاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ''اس وقت تک دجال کا ظہور نہیں ہوگا جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ لوگ اس کے ذکر سے مکمل طور پر غافل ہو جائیں اور ائمہ (یعنی خطباء) حضرات منبروں پر اس کا (دجال کا) ذکر کرنا چھوڑ دیں''۔ (مسند احمد، ضعیف-12975)

ii. دجال سے قبل دین کمزور اور علم اٹھا لیا جائے گا:

18۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال اس وقت نکلے گا جب دین کمزور ہو جائے گا اور علم اٹھ جائے گا۔ اس وقت دجال کا ظہور ہوگا۔ وہ چالیس دنوں تک ٹھہرے گا۔ ان میں سے ایک دن ایک سال کے، ایک دن ایک مہینے کے اور ایک

دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے‘‘۔(مسند احمد-13009)

iii. دجال سے قبل شدید مشقت ہوگی:

19۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال سے پہلے شدید مشقت (شدید قحط یا کوئی مہلک بیماری) کا تذکرہ کیا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس دن عرب (دین کا دفاع کرنیوالے) کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ اس دن عرب قلیل ہوں گے۔ میں نے پوچھا: اس دن مومنین کو کون سا کھانا کفایت کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو فرشتوں کو کفایت کرتا ہے۔ تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل۔ میں نے کہا: اس دن کون سا مال بہتر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخت جان غلام جو اپنے مالکوں کو پانی پلائے جبکہ کھانا تو ہوگا نہیں۔(سلسلۃ الصحیحۃ)

iv. لوگ دجال کی تمنا کریں گے:

20۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں وہ دجال کی تمنا کریں گے۔‘‘میں نے کہا:’’یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کس وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’انہیں جو مشقت یا بیماری پہنچے گی اس وجہ سے‘‘۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2676)

v. دجال سے قبل حقائق کو بدلا جائے گا:

21۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’یقیناً دجال سے پہلے ایسے سال بھی آئیں گے کہ جن میں حقائق کو تبدیل کر دیا جائے گا اور فاسق اور گھٹیا لوگ دوسروں کے امور پر بحث کریں گے (دوسری حدیث میں ہے کہ بے وقوف لوگ عام لوگوں کے امور کے بارے میں باتیں کر کے فیصلے کریں گے)‘‘۔(مسند احمد-12869)

vi. دجال سے قبل گمراہ حکمران ہوں گے:

22۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دوسرے کی کمر پر ہاتھ رکھ کر آپ کے گھر تک گیا۔ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ دجال کے علاوہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا ہے۔(سلسلۃ الصحیحۃ)

23۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دجال سے قبل داعیان گمراہی (گمراہی کی

دعوت دینے والے) ہوں گے۔ اگر تم اس دن زمین میں کوئی خلیفہ دیکھو تو اس سے مل جانا اگرچہ وہ تمہارے جسم پر تشدد کرے اور تمہارا مال ہتھیا لے۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2600)

vii. دجال سے قبل نفاق پر صلح اور مفاد پرستی پر اتحاد ہوگا:

24۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ''اس خیر (اسلام) کے بعد شر ہوگا جس طرح اس سے پہلے شر (کفر) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر فرمایا امارت کے نتیجے میں فساد ہوگا، صلح نفاق پر ہوگی اور اتحاد مفاد پرستی پر ہوگا''۔(ابوداؤد-4246)

viii. دین اسلام سے نکلے ہوئے لوگ دجال کا ساتھ دیں گے:

25۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ جب بھی کوئی گروہ نکلے گا اسے کاٹ دیا جائے گا حتیٰ کہ ایک بہت بڑے لشکر میں دجال نکلے گا''۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2663)

26۔ حضرت شریک بن شہاب سے منقول ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ملوں اور ان سے خارجیوں کے بارے میں پوچھوں۔ چنانچہ عیدالمبارک کے دن حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کا ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کانوں سے سنا اور میں نے آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے پاس کچھ مال لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم فرما دیا۔ اپنی دائیں بائیں طرف والے لوگوں کو دیا لیکن اپنے پیچھے والے لوگوں کو کچھ نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے محمد! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی کالے رنگ کا، منڈے ہوئے سر کا تھا، اس پر دو سفید کپڑے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غصہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم تم میرے بعد کوئی آدمی مجھ سے بڑھ کر انصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ اخیر زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے اور یہ بھی مجھے انہی میں سے لگتا ہے، جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل (کر پار ہو) جاتا ہے۔ سر منڈانا ان کی علامت ہوگی۔ یہ لوگ

مسلسل ظاہر ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کرو۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔ (سنن نسائی-4108)

vi. خروجِ دجال سے قبل کے جنگی حالات

i. قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال نکلے گا:

27۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم نے ایک ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب سمندر میں ہے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''جی ہاں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس کے خلاف بنو اسحاق میں سے ستر ہزار لوگ جہاد کریں گے۔ وہاں پہنچ کر وہ اتریں گے تو ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ تیر اندازی کریں گے۔ وہ کہیں گے لا اِلٰہ اِلا اللہ واللہ اکبر تو اس کی ایک جانب گر جائے گی۔ دوسری مرتبہ یہی کلمات کہنے سے شہر کا دوسرا کنارہ بھی گر جائے گا اور تیسری مرتبہ کہنے سے ان کے لئے راستہ کھل جائے گا۔ وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور غنائم حاصل کریں گے۔ جب وہ مالِ غنیمت حاصل کر رہے ہوں گے تو ایک چیختی ہوئی آواز آئے گی کہ دجال نمودار ہو گیا ہے۔ وہ ہر چیز چھوڑ دیں گے اور واپس پلٹیں گے''۔ (صحیح مسلم-7333)

ii. خروج دجال سے قبل چار بڑے معاملات:

28۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہوگی، مدینہ کی ویرانی سے عظیم جنگ کا ظہور ہوگا، عظیم جنگ کے ظہور سے قسطنطنیہ کی فتح ہوگی اور قسطنطنیہ کی فتح سے دجال نکلے گا پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کی ران یا مونڈھے پر مارا۔ پھر فرمایا یہ ایسے ہی یقینی ہے جیسے تمہارا یہاں ہونا یا بیٹھنا یقینی ہے۔ (سنن ابوداؤد-4294)

iii. ایک سال قبل پانی و فصلیں بند ہوگا:

29۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ظہور دجال سے تین سال قبل آسمان ایک تہائی پانی اور زمین ایک تہائی فصل روک لے گی۔ جب دوسرا سال آئے گا تو آسمان دو تہائی پانی اور زمین دو تہائی فصلیں روک لے گی۔ پھر جب تیسرا سال شروع ہوگا تو آسمان مکمل طور پر اپنا پانی اور زمین مکمل طور پر اپنی مکمل فصلیں روک لے گی۔ (مسند احمد، ضعیف-12969)

iv. شام کی ہولناک جنگ میں دجال نکلے گا:

30۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ رومی (عیسائی) اعماق (شام میں حلب اور انطاکیہ کے درمیان ایک پر فضا علاقہ جو دابق سے متصل ہے) یا دابق میں اُتریں گے۔ ان کے ساتھ مقابلے کے لئے شہر (دمشق یا مدینہ) سے اس وقت روئے زمین کے بہترین شہ سواروں کا ایک لشکر روانہ ہوگا۔ جب وہ صف آرا ہوں گے تو رومی کہیں گے تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنھوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا ہوا ہے ہم ان سے لڑیں گے۔ تو مسلمان کہیں گے اللہ کی قسم! نہیں، ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ وہ ان (عیسائیوں) سے جنگ کریں گے۔ ان میں سے ایک تہائی شکست تسلیم کرلیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں فرمائے گا۔ اور ایک تہائی قتل کر دیے جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہوں گے اور ایک تہائی فتح حاصل کریں گے۔ وہ کبھی فتنے میں مبتلا نہیں ہوں گے اور وہ قسطنطنیہ کو (دوبارہ) فتح کریں گے۔ (پھر) جب وہ غنائم تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنے ہتھیار انہوں نے زیتون کے درختوں سے لٹکائے ہوئے ہوں گے تو شیطان ان کے درمیان چیخ کر اعلان کرے گا مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھر والوں تک پہنچ چکا ہے تو وہ نکل پڑیں گے مگر وہ جھوٹ ہوگا۔ جب وہ شام (دمشق) پہنچیں گے تو وہ (دجال) نمودار ہو جائے گا۔ اس دوران میں جب وہ جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے صفیں سیدھی کر رہے ہوں گے تو نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اُتریں گے تو اس کا رُخ کریں گے پھر جب اللہ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑ بھی دیں تو وہ پگھل کر ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے ان (حضرت عیسیٰ) کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور لوگوں کو ان کے ہتھیار پر اس کا خون دکھائے گا''۔ (صحیح مسلم-7228)

31۔ یسیر بن جابر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ آندھی آئی تو ایک شخص آیا۔ اس کا تکیہ کلام ہی یہ تھا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قیامت آ گئی ہے۔ وہ (عبد اللہ بن مسعودؓ) ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ (یہ بات سنتے ہی) اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر کہنے لگے کہ قیامت نہیں

آ ئے گی یہاں تک کہ نہ میراث کی تقسیم ہوگی نہ غنیمت حاصل ہونے کی خوشی۔ پھر انہوں نے اس طرح ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس کا رخ شام کی طرف کیا اور کہا: دشمن اہل اسلام کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ آپ کی مراد رومیوں (عیسائیوں) سے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر کہا تمہاری اس جنگ کے زمانے میں بہت زیادہ پلٹ پلٹ کر حملے ہوں گے۔ مسلمان موت کی شرط قبول کرنے والے دستے آگے بھیجیں گے کہ وہ غلبہ حاصل کئے بغیر واپس نہیں ہوں گے (وہیں اپنی جانیں دے دیں گے)۔ پھر وہ سب جنگ کریں گے حتیٰ کہ رات درمیان میں حائل ہو جائے گی۔ یہ لوگ بھی واپس ہو جائیں گے اور وہ بھی۔ دونوں (میں سے کسی) کو غلبہ حاصل نہیں ہوگا اور (موت کی) شرط پر جانے والے سب ختم ہو جائیں گے۔ پھر مسلمان موت کی شرط پر (جانے والے دوسرے) دستے کو آگے کریں گے کہ وہ غالب آئے بغیر واپس نہیں آئیں گے پھر (دونوں فریق) جنگ کریں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی۔ یہ بھی واپس ہو جائیں گے اور وہ بھی۔ کوئی بھی غالب نہیں (آیا) ہوگا اور موت کی شرط پر جانے والے ختم ہو جائیں گے۔ پھر مسلمان موت کے طلب گاروں کا دستہ آگے کریں گے اور شام تک جنگ کریں گے۔ پھر یہ بھی واپس ہو جائیں گے اور وہ بھی۔ کوئی بھی غالب نہیں (آیا) ہوگا اور موت کے طلب گار ختم ہو جائیں گے۔ جب چوتھا دن ہوگا تو باقی تمام اہل اسلام ان کے خلاف اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ (جنگ کے) چکر کو ان (کافروں) کے خلاف کر دے گا۔ وہ سخت خونریز جنگ کریں گے۔ انہوں نے یا تو یہ الفاظ کہے کہ اس کی مثال نہیں دیکھی گئی ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندہ ان کے پہلوؤں سے گزرے گا وہ ان سے جوں ہی گزرے گا مر کر گر جائے گا (ہوا بھی اتنی زہریلی ہو جائے گی)۔ ایک باپ کی اولاد اپنی گنتی کرے گی۔ جو سو تھے تو ان میں سے ایک کے سوا کوئی نہ بچا ہوگا۔ (اب) وہ کسی غنیمت پر خوش نہ ہوں گے اور کیسا ورثہ (کن وارثوں میں) تقسیم کریں گے۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک نئی مصیبت کے بارے میں سنیں گے جو اس سے بھی بڑی ہوگی۔ ان تک یہ زوردار آواز پہنچے گی کہ دجال ان کے پیچھے ان کے بال بچوں تک پہنچ گیا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں جو ہوگا سب کچھ پھینک دیں گے اور تیزی سے آئیں گے اور دس جاسوس شہسوار آگے بھیجیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان کے اور ان کے آباء کے نام اور ان کے

گھوڑوں (سواریوں) کے رنگ پہچانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین شہسوار ہوں گے یا فرمایا کہ روئے زمین کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے۔(صحیح مسلم-7281)

vi. دجال سے لڑنے کے لئے مسلمان شام میں جمع ہوں گے:

32۔ حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (دجال سے) جنگ کے روز مسلمانوں کا جماؤ غوطہ (غین پر پیش ہے) میں ہوگا، جو اس شہر کے ایک جانب ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے، جو شام کے بہترین شہروں میں سے ہے۔(سنن ابوداؤد-4298)

33۔ جناب مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگوں کے دنوں میں مسلمان ایک ایسی جگہ خیمہ زن ہوں گے جسے غوطہ کہتے ہوں گے۔(سنن ابوداؤد-4640)

v. خروج دجال سے قبل کی جنگیں:

34۔ سیدنا نافع بن عتبہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھا۔ مغرب کے علاقے سے آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے۔ انہوں نے اونی لباس کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ایک ٹیلے کے پاس آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ کھڑے تھے اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی آ کر آپ اور ان کے درمیان کھڑا ہو گیا اور میں نے آپ ﷺ کی چار باتیں یاد کر لیں۔ اب میں ان کو اپنے ہاتھ پر شمار کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا ''تم جزیرہ عرب کے باسیوں سے لڑائی کرو گے اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا۔ پھر فارس سے لڑائی ہوگی اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ پھر روم سے لڑائی ہوگی اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ اور پھر تم دجال سے لڑائی کرو گے اس پر بھی اللہ تعالیٰ تم کو فتح سے ہمکنار کرے گا''۔(مسند احمد-12932)

35۔ حضرت جابر بن سمرہؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تک روم فتح نہ ہوگا، دجال کا ظہور نہ ہوگا۔(سنن ابن ماجہ-4091)

36۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بڑی جنگ، قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات ماہ کے اندر ہوگا۔(سنن ابن ماجہ۔ضعیف-4092)

(جاری ہے)

قرآن مجید کا آسمانی کتب سے تقابلی جائزہ

مولانا محمد انور چیمہ

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہو گزرے ہیں جن میں سے ایک سو پندرہ صاحب کتاب تھے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور تاریخ کی کتب وتحقیقات میں ملتا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے دس صحیفے، حضرت شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام اور حضرت نوح۔ زرتشت کے ماننے والے مجوسی اپنی کتاب کو اوستا کہتے ہیں۔ جس میں حضور سرور کونین محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پیشگوئی موجود ہے کہ ''میں نے دین کو مکمل نہیں کیا بعد میں ایک نبی آئے گا جس کا نام رحمت للعالمین ہوگا اور وہ دین کو مکمل فرمائیں گے۔'' ہندوستان میں بھی کچھ کتب ایسی ہیں جن سے متعلق ان کے آسمانی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے جیسے ''پران'' وغیرہ جس میں ہجرت اور فتح مکہ کا ذکر ہے بلکہ حضور کے والدین شریفین کے ناموں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ماں کا نام قابل اعتماد (آمنہ) اور باپ کا نام اللہ کا غلام (عبداللہ) ہوگا۔ ان کے علاوہ چار مشہور کتب ہیں 1: قرآن مجید 2: انجیل (خوشخبری) 3: زبور اور 4: توریت (قانون)۔

اب سب سے پہلے توریت کا ذکر اور اس کی AUTHENTICITY کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل ہوئی توریت اس کا جزو ہے۔ یہودیوں کے نزدیک پانچ کتب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئیں 1۔ کتاب پیدائش، 2۔ خروج، 3۔ قانون (توریت)، 4۔ اعداد وشمار 5۔ تشنیہ ہے۔

عراق کا بادشاہ بخت نصر یہودیوں کے سخت خلاف تھا اس نے فلسطین پر جو یہودیوں کا ملک تھا، حملہ کیا۔ فتح کے بعد بخت نصر نے جہاں یہودیوں کے قتل وغارت کا بازار گرم کیا وہاں توریت وغیرہ کے تمام نسخے اکھٹے کروائے اور جلا دیے۔ یہاں تک کہ توریت وغیرہ کا کوئی نسخہ دنیا میں نہ رہا۔ ایک صدی بعد حضرت عزیز علیہ السلام نے توریت لکھوائی (یہودیوں کے خیال میں)۔ اس کے بعد روما کے بادشاہ انٹیوکس نامی نے پھر تورات وغیرہ کا وہی پہلے والا حشر کیا اور دنیا سے یہود کی آسمانی کتب نیست ونابود کردیں۔ تیسری بار پھر رومن فوج کے کمانڈر جرنل طیطس نے فوجی حملہ کیا اور یہودیوں کی کتب جہاں کہیں سے ملیں سب کو اکٹھا کر کے جلا دیا۔ اس کے بعد اب جو کتب موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہیں وہ آتش زدگی کے بعد اندازے سے لکھی گئی اعادہ شدہ ہیں۔ یہ اعادہ کس طرح ہوا اس کے بارے یہودی دنیا خاموش ہے۔ یہود کے نزدیک جو کتب موسیٰ علیہ السلام پر اتری ہیں ان کے پڑھنے سے جو بات کھٹکتی اور محسوس ہوتی ہے کہ کچھ ایسے واقعات درج ہیں جیسے ''تشنیہ'' کو پڑھیں تو اس میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور تدفین کے واقعات ہی درج نہیں بلکہ وفات کے بعد کے کئی اور واقعات بھی لکھے ہوئے پائیں گے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الہامی کتابیں نہیں کیونکہ وحی کا سلسلہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد منقطع ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں مثال کے طور پر 'خدا کی جنگیں' اور 'مخلص اور نیک لوگوں کی کتاب' کے عنوانات کا کوئی بیس جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے اور لکھا گیا ہے ان کی تفصیلات آپ کو اس باب ملیں گی جو سرے سے موجود ہی نہیں۔ توریت نام کی کتاب مختلف زبانوں میں دستیاب ہے۔

زبور کتاب داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس کا حشر بھی کچھ توریت جیسا ہی ہوا۔

انجیل ایک ایسی الہامی کتاب ہے جس کے ماننے والے دنیا کی نصف آبادی سے زیادہ ہیں۔ انجیل کی تاریخ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ دنیا کی اکثریتی آبادی کس کتاب کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ عوام الناس کے خیال میں انجیل بھی قرآن کی طرح ایک الہامی کتاب ہے جو یکسر غلط خیال ہے انجیل چار کتابوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ یوحنا، 2۔ مرقس، 3۔ لوقا، 4۔ متی۔ چاروں کتب مختلف چار آدمیوں کی طرف منسوب ہیں۔ عیسائی مؤرخین حقیقت بیان کرتے ہوئے یہ راز افشاں کرتے ہیں کہ کل 70 انجیلیں تھیں جو ستر حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمریاں لکھیں تھیں جن میں سے چار مندرجہ بالا نامزد کو قابل اعتماد قرار دیا گیا باقی چار کم ستر کو مشتبہ جانا گیا۔ قرآن مجید

انجیل کا ذکر کرتے ہوئے اسے تحریف شدہ کتاب قرار دیتا ہے۔

کلیسا نے ان چار کتب کو قبول کر لیا۔ 70 انجیلوں میں سے چار کا انتخاب کس معیار کو مد نظر رکھ کر گیا گیا۔ فرانس کا ایک مشہور عیسائی مورخ والٹیر نے ان چار قابل اعتماد کا طرز انتخاب اپنے الفاظ میں یوں لکھا ہے کہ کلیسا کو 70 انجیلیں دیکھ کر خیال آیا کہ اتنی ساری انجیلوں میں آپس میں بہت سارے تضادات ہیں کیوں نہ ان میں سے چند چیدا چیدا کا انتخاب کر کے انہیں منظور شدہ قرار دے دیا جائے لہٰذا ان 70 انجیلوں کو ایک میز پر رکھ کر میز کو ہلایا گیا تو بار بار ہلانے سے کتب میز سے گرتی رہیں۔ آخر کار چار کتب میز پر رہ گئیں جن پر کلیسا نے قابل اعتماد ہونے کی مہر تصدیق فرما دی۔ اگر آپ ان کا مطالعہ کریں تو آپ ان کتب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت کی کتابیں کہہ سکتے ہیں۔ عیسائی دنیا اس بات پر خاموش ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نازل شدہ انجیل کی کتابت کیوں نہیں کروائی۔ شاید اس خیال سے کہ پہلی کتابیں توریت اور زبور کی جو درگت بنی ہے ایسا ہی سلوک انجیل کے ساتھ نہ ہو۔ قرآن مجید کے نزول کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پہلی کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب بھی اپنی اصلی صورت میں نہیں رہی تھی اور قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔ ایک عام فہم بات ہے کہ اگر سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی آسمانی کتب اپنی اصلی صورت میں موجود ہوتیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو ایک اور نئی کتاب بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ دنیا میں آسمانی تعلیمات کے تمام نشانات مٹ چکے تھے انسان اپنا مقصد حیات بھول چکا تھا اور دورِ گمراہی کے ظلمت کدہ میں حیوان سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہا تھا۔ تب خدا نے چاہا کہ انسان کو اپنی حقیقت اور مقصد حیات کی طرف لوٹایا جائے جس کے لیے آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر دنیا میں بھیجا گیا تاکہ انسان نئے سرے سے ایک ایسا انقلاب برپا کرے کہ اس ظلمت کی گمراہ کن زندگی سے نکل کر دنیا جہاں میں ہمہ صفت موصوف زندگی بسر کر کے رضائے خالق کون ومکان حاصل کرے جس کے لیے ضابطہ حیات کی صورت تھی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اس قرآن مجید کی AUTHENTICITY اور ORIGINALITY کی تاریخ دیکھتے ہیں جس قرآن کو سامنے رکھ کر نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمہ جہتی یعنی تاریخ کا ایسا انقلاب برپا کیا کہ زندگی کے ہر پہلو میں تبدیلی

انسان نے سکھ کا سانس لیا اور خوش گوار با اخلاق اپنی شایان شان زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔

تاریخ قرآن مجید

قرآن مجید الہامی کتاب کس طرح اپنی اصلی حالت میں محفوظ آج ہمارے ہاتھوں میں ہے اور قیامت رہے گی (اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ)

قرآن مجید اپنا تعارف خود کرواتا ہے

مجھے کس ہستی نے نازل کیا ہے؟ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

مجھے کون لے کر اُترا ہے؟ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ

میں کہاں اترا ہوں؟ عَلٰی قَلۡبِکَ

میں کس زبان میں ہوں؟ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ

قرآن مجید کے نزول کا آغاز 610ء میں ہوا اور 23 سال تک یہ نزول جاری رہا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوتا رہا۔ اس سارے نزول کے مجموعہ کو قرآن مجید کہا گیا ہے سب سے پہلا حکم اقراء اور پھر قلم کی فضیلت بیان کی گئی یعنی پڑھنا اور لکھنا انسان کے لیے کتنی بڑی فضیلت رکھتا ہے اس وقت کے برگزیدہ بندے حضرت ورقہ بن نوفل کے سامنے بات ہوئی تو انہوں اسے حق قرار دیا اور حسرت کی کہ کاش میں چلنے پھرنے کے قابل ہوتا تو اس تحریک میں حصہ دار ہوتا۔ قرآن مجید کے لیے عربی زبان کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اس لیے فرمایا کہ یہ ایک فصیح زبان ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں کی طرح تغیر و تبدل قبول نہیں کرتی۔

ابتدائی دور سے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو یاد کرنے اور کاتبانِ وحی کو لکھنے کا حکم دیا۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حالات میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی۔ جیسے جیسے قرآن مجید نازل ہوتا ساتھ ساتھ لکھا اور حفظ کیا جاتا۔ جن صحابہ کو لکھنا پڑھنا آتا تھا وہ اپنا اپنا نسخہ تیار کرتے اور رمضان شریف کے مہینہ میں ہر کوئی اپنے نسخہ کو ساتھ لاتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بآواز بلند نازل شدہ قرآن تلاوت فرماتے صحابہ کرام سن کر اپنے نسخہ جات کو درست فرماتے۔ اس طرح قرآن مجید کے متعدد نسخہ جات صحیح صورت میں تیار ہوگئے۔ حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دو دفعہ دور کیا تاکہ کسی غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اس طرح قابل اعتماد طریقہ

سے قرآن مجید کے کئی نسخے تیار ہو گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کے دوران یمامہ کے مقام پر بہت سارے حفاظ کرام شہید ہوئے۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکاری لیول پر قرآن مجید کی تدوین واشاعت کا کام شروع کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کے الفاظ کے تلفظ پر اختلاف ہوا تو خلیفۃ المسلمین نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو نسخہ تھا وہ منگوایا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قلمی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کو ملا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خود حافظ قرآن تھے ان کے پاس اپنا قرآن مجید کا نسخہ موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام نسخہ جات اکٹھے کر کے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مزید نسخہ جات تیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ تیار شدہ نسخہ جات مختلف ممالک میں بھیجے گئے۔ اس زمانہ کے یہ نسخہ جات آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔ ایک نسخہ روس میں لینن گراڈ میں موجود ہے۔ ایک نسخہ دمشق میں موجود ہے ایک نسخہ تاشقند میں ہے۔ ایک نسخہ کابل میں موجود ہے۔ ایک نسخہ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قلمی ہے استنبول میں توپ کاپی میوزیم میں موجود ہے اور اس میں "فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہ" پر سرخ دھبے جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے ہیں، موجود ہے ان تمام مندرجہ بالا نسخوں میں اور جو قرآن مجید آج کل ہم تلاوت کرتے ہیں اس میں ذرا برابر بھی فرق نہیں۔

کفر کی دنیا نے اپنی پوری کئی سالہ کوشش سے 42000 مختلف پرانے نسخے جرمنی کی میونخ یونیورسٹی کے ایک ریسرچ ادارہ میں جمع کئے لیکن ایک لفظ کا بھی فرق نہ پا سکے خالق کائنات نے قرآن کی حفاظت کی جو ذمہ داری اٹھائی (اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ) اور ساتھ ہی کفر کی دنیا کو چیلنج کر دیا کہ تمہیں قرآن کے الہامی کتاب ہونے میں کوئی شک ہے تو قرآن کی مثل صرف ایک سورۃ ہی لے آؤ جو کہ تم ہرگز نہ لا سکو گے۔ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ۔ یہ چیلنج آج بھی دنیا کے غیر مسلموں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دے رہا کیونکہ ساری دنیا اس چیلنج کے سامنے عاجز ہے۔

مغربی جمہوریت کی بجائے امت مسلمہ کو اسلامی نظامِ حکومت کی ضرورت ہے

ابوفیصل محمد منظور انور

شاعرِمشرق علامہ محمد اقبال نے مغربی جمہوریت کے بارے میں فرمایا تھا ؎

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے

جب کسی قوم کے افراد کے اخلاق وکردار کو اہمیت دینے کی بجائے صرف قطار میں لگے لوگوں کی گنتی کر کے کوئی نظام وضع کیا جائے گا تو وہ کبھی اس معاشرے کے تمام افراد کے لیے سودمند ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نام نہاد جمہوری نظام سے مخصوص گروہ یا افراد ہی ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار ہو کر قوموں کے فیصلے کرتے ہیں۔ظاہر ہے جب نظام کا مقصد کسی خاص گروہ یا افراد کو ہی نوازنا ہو تو عوام کے مسائل تو کبھی بھی حل نہیں ہو سکتے البتہ مغربی جمہوری نظام کے کلید بردار ہی اس کے ثمرات سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔لمحہ فکریہ ہے کہ مسلم ممالک آفاقی دین اسلام کے نظام کی بجائے مغربی جمہوری نظام کی تقلید میں سرگرداں ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اقوام عالم میں اپنی مسلم شناخت اور مقام ہی کھو چکے ہیں۔اقوام عالم اس وقت جس ظالمانہ نظام میں زندہ رہنے پر مجبور ہیں اس کے پیچھے ایک آمرانہ ذہنیت ہی کارفرما ہے جو پوری دنیا کو کنٹرول کرتی ہے۔دنیا کے 194 ممالک نے اقوام متحدہ کے نام سے ایسی تنظیم بنائی جس کے منشور میں حقوق انسانی کو اولیت دیتے ہوئے بقائے باہمی کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر ایک دوسرے کو زندہ رہنے کا حق دینا ہے مگر اس عظیم ادارے کو آمرانہ ذہنیت کے حامل چند ممالک نے یرغمال بنا کر پوری دنیا پر اپنے فیصلے مسلط کر

رکھے ہیں اس ادارے کی اہمیت، افادیت اور آزادی ختم ہو چکی ہے۔ مغربی جمہوریت کے حامی اور چمپئن امریکہ بہادر اور اس کے اتحادی یورپی ممالک دنیا میں اپنی جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے مگر یہ ممالک دنیا بھر کے مظلوم عوام کو دبانے والی شخصی حکومتوں کے حامی ہیں اور اس وقت دنیا بھر میں 100 کے لگ بھگ ایسے ممالک موجود ہیں جہاں عوامی رائے یا جمہوریت کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ طاقت کے بل بوتے پر کہیں فوجی حکومت اور کہیں شہنشاہت قائم ہے مغربی جمہوریت کے علمبردار و دعویدار مغربی ممالک اپنے مخصوص مفادات اور دوسری اقوام کو زیرنگیں رکھنے کی خواہش کے پیش نظر ان آمریت پسند حکومتوں کے سرپرست بنے ہوئے ہیں ان ممالک میں انسانی حقوق کو جو قدر و منزلت اور حیثیت حاصل ہے وہ دنیا بھر کی آمر حکومتوں کی رعایا کو قطعی طور پر حاصل نہیں۔ آمریت پسند حکمرانوں نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور دکھاوے کیلئے جمہوری نظام رائج کر رکھے ہیں جس میں منتخب عوامی نمائندگان تو موجود ہیں مگر وہ بے اختیار ہیں طاقت کا اصل سرچشمہ عوام نہیں بلکہ آمر حکمران ہی ہیں جمہوریت پسند مغربی ممالک کی گود میں پلنے والے تیسری دنیا کے آمر حکمرانوں سے جمہوری اداروں کی بحالی کی توقع رکھنے والے عوام کتنے سادہ دل ہیں کہ وہ آمریت اور جمہوریت کے دوغلہ پن سے بہتر توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں۔

وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''جمہوریت کا مستقبل روشن اور تابناک ہے'' کے نعرے سنتے 75 سال گزر گئے مگر ملکی تاریخ میں 22 منتخب وزراء اعظم میں سے کسی کو بھی مقررہ مدت پوری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے زبردست حمایتی صدر جنرل ضیاء الحق نے وزیراعظم محمد خان جونیجو کو جس طرح رخصت کیا وہ سیاست دانوں کے لئے باعث عبرت تھا مگر پھر آمریت کی گود میں جمہوریت کے پودے لگائے گئے جو اب قدآور درخت بن چکے ہیں اور جمہوریت کے ثمرات سے پورے پورے خاندان اور لاؤلشکر سمیت فیضیاب ہو رہے ہیں جمہوری حکمرانوں کے ملکی وسائل کی لوٹ مار کے قصے اور نت نئے سیکنڈل شیطانی روح کو بھی شرما رہے ہیں۔ مشرف دور میں وزراء اعظم کی بے بسی اور بے اختیاری کا یہ عالم تھا کہ وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی کے استعفیٰ کی خبریں بڑی شد و مد کے ساتھ شائع ہو رہی تھیں مگر جمالی صاحب متواتر مستعفی ہونے کی تردید کرتے چلے آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آخری دن میں دوپہر کا کھانا بھی صدر محترم کے ساتھ کھایا۔ بالآخر 26 جون 2004ء کو اس

ڈرامے کا ڈراپ سین ہوگیا۔ چوہدری شجاعت حسین کو ڈنگ ٹپاؤ وزیراعظم بناتے ہوئے وزارت عظمیٰ کا تاج جناب شوکت عزیز کو ممبر قومی اسمبلی منتخب کروا کران کے سر پر سجانے کا فیصلہ ہوگیا۔ نئے نامزد وزیر اعظم چوہدری شجاعت حسین اوران کے بعد شوکت عزیز صاحب آمریت کے سہارے جمہوریت کا راگ الاپتے رہے مگر مدت پوری کیے بغیر رخصت ہوئے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان 1947ء سے 1951ء تک 4 سال 2 ماہ 2 دن تک رہے پھر چل سو چل۔ جمہوریت پسند حکمران برق رفتاری سے آتے جاتے رہے۔ 18 اگست 2018ء سے 10 اپریل 2022ء تک عمران خان تقریباً ساڑھے تین سال تک اور پھر 11 اپریل 2022ء سے موجودہ وزیر اعظم میاں شہباز شریف 31 ویں وزیر اعظم بنے ہوئے ہیں پہلے کی طرح دورانیہ مختصر ہوجاتا ہے یا مدت پوری ہوتی ہے یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ اس دوران 7 نگران وزراء اعظم بھی رہے اب تک کسی حد تک 43 سال منتخب وزراء اعظم نے کام کیا باقی 32 سال یہ بدقسمت ملک بغیر وزیر اعظم کے فوجی آمریت کے سائے میں چلتا رہا۔ پاکستان میں لمبے عرصے سے یہی جمہوری نظام نافذ ہے مغربی جمہوریت کا یہی چہرہ ہی پوری دنیا میں موجود ہے۔ ’’اقتصادی غارت گر‘‘ (Confessions of an Economic Hitman) ایک کتاب کا نام ہے جو امریکی مصنف جان پرکنز نے 2004ء میں لکھی ہے، اس کتاب کے سرورق پر جو تصویر بنی ہے اس میں ایک گدھ دکھایا گیا ہے جس نے پوری دنیا کو اپنے پنجوں میں جکڑ رکھا ہے اور پس منظر میں امریکی جھنڈا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ طاقت کا سرچشمہ دراصل امریکہ بہادر ہی ہے جس کی دنیا پر حکمرانی ہے۔ اکثر ممالک میں حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ طاقت کے اسی مرکز سے ہوتی ہے۔ چند مغربی ممالک کو چھوڑ کر دنیا بھر میں مغربی جمہوریت کا ایسا ہی ڈرامہ رچایا جاتا ہے۔ اس طرح پاکستان سمیت دنیا بھر میں الیکشن کے مواقع پر بدترین دھاندلی ہی نہیں بلکہ جھرلو پھیر کر من پسند نتائج حاصل کرکے عالمی طاقتیں مرضی کے حاکم مسلط کرتے چلے آرہے ہیں۔ عالمی مافیاز کی سرپرستی میں کئی ممالک کے لٹیرے قسم کے خود ساختہ لیڈرز مختلف حربے اختیار کرکے غریب عوام پر مسلط ہوجاتے ہیں اور اپنے ممالک کی غریب عوام کی کمائی سوئٹزرلینڈ ایسے ممالک کے بینکوں میں یا پھر مغربی ممالک میں جمع کرکے اپنی کئی نسلوں تک کے مستقبل کو محفوظ بنا کر گل چھرے اڑاتے ہیں۔ جہاں جمہوری ممالک میں ہونے والے ہر الیکشن کے بعد دھاندلی کے الزامات لگتے ہیں۔

عوامی رائے کی بجائے من پسند نتائج حاصل کرنے والوں کے لئے مغربی جمہوریت بہترین نظام حکومت ہے۔ پاکستان میں رائج مغربی جمہوریت دراصل مختلف مافیاز کے جتھوں کے ہاتھوں یرغمال بن کر رہ گئی ہے۔ جسے مافیاز من مرضی سے چلاتے آرہے ہیں ایک ہی شخصیت کبھی ادھر کبھی ادھر پارٹیاں بدلنا فلور کراسنگ، ووٹوں کی خرید وفروخت کوئی معیوب بات نہیں اصولوں کی بجائے ذاتی مفادات کے اسیر عناصر گزشتہ 75 سالوں سے یہی جمہوریت کا کھیل کھیلتے نظر آتے ہیں۔ سیاستدانوں کی ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشیاں سن سن کر قوم انگشت بدنداں ہے بلکہ سنگین ترین اخلاقی الزامات سن سن کر قوم نفسیاتی مریض بن کر رہ گئی ہے۔ اکثریت یہ سوچ کر پریشان ہے کہ آخر ملک وقوم کے مستقبل اور قسمت کے فیصلے کرنے والے کون لوگ ملکی اقتدار پر مسلط چلے آرہے ہیں جو مغربی جمہوریت کے نام پر ملکی اقتدار پر قابض ہو چکے ہیں۔ موجودہ سنگین سیاسی صورت حال کے بعد انتخابات ہوتے ہیں یا کوئی اور نظام آتا ہے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اقتدار کی ہوس اور سیاسی رسی کشی کے خطرناک نتائج قوم بھگت چکی۔ 1971ء میں سقوطِ ڈھاکہ اور سانحہ مشرقی پاکستان ابھی تک نہیں بھولا جس میں سازش کے تحت ملک دولخت ہو گیا تھا مقتدر طبقات کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قوم اب مزید کسی سانحہ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ملک وقوم کے بہترین مفاد میں ہی فیصلے کیے جائیں۔ کس قسم کی جمہوریت بحال ہوتی ہے یہ تو وقت بتائے گا۔ گمان غالب ہے کہ اس وقت کے مقبول ترین لیڈر کے ساتھ بھی کوئی ہاتھ ہو جائے اور قوم مغربی جمہوریت کے ثمرات کی راہ تکتی رہ جائے۔ اگر مسلمان ممالک کے حکمران اپنے ملکوں میں مغربی جمہوریت کی بجائے اسلامی نظام حکومت رائج کر دیں تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ مغربی جمہوریت کے مقابلے میں اسلامی نظام حکومت کتنا بہتر ہے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں عوامی مسائل کو کتنے احسن طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے کاش ہمارے مسلم ممالک کے حکمران مغربی جمہوریت کی بجائے اسلامی نظام کا نفاذ کر سکتے۔ علامہ اقبال نے سچ کہا تھا

تو نے دیکھا نہیں مغرب کا یہ جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

حکمتِ بالغہ

محمد رشید عمر

امورِ ضروریہ اور اصلیہ کی ایسی سمجھ بوجھ جو انسان کو مطلوب ومقصود تک پہنچا دے 'حکمتِ بالغہ' کہلاتی ہے۔ مطلوب ومقصود تک پہنچاتی ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تو مضمون پڑھ کر آپ کرسکیں گے، پہلے حکمت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ تین امور کو سمجھنے کا نام حکمت ہے۔

1۔ معرفتِ رب اوراس کے حقوق۔فرمایا: رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ

2۔ تدبیرِ ملک یعنی اصولِ جہانبانی یعنی اصولِ معاشرت اور سیاست

3۔ انفاقِ مال۔

مال کا خرچ یا استعمال اگرچہ تدبیر ملک ہی کا ایک شعبہ ہے لیکن خالق کائنات نے سورۃ بقرہ کے تقریباً دو رکوعوں میں جہاں انفاقِ مال کے آداب وضوابط اور فضائل بیان فرمائے ہیں اس کے تقریباً درمیان میں فرمایا:

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

(البقرہ:269)

''جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جس کو حکمت دے دی گئی اسے خیر کثیر عطا کردی گئی''۔

گویا انفاقِ مال کی صحیح سمجھ کا نام حکمت ہے اور ایسی حکمت ہے کہ اسے خیر کثیر کے علاوہ کوئی اور نام دینا اس کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مُعطی ہے، تمام تر مخلوق اس کے چشمہ عطا سے ہر آن

فیض یاب ہو رہی ہے۔اس کی عطا **عطاء غیر مجذوذ** ہے۔کلام اللہ کے ایک ایک لفظ سے اس کی عطا چھلک رہی ہے۔

یہ وصف ایسا اعلیٰ اور اللہ کا پسندیدہ ہے کہ دینے والوں کو وہ بے حساب دیتا ہے۔ چنانچہ اس عمل کی اہمیت کے پیش نظر اس کو الگ سے امور ضروریہ اور اصلیہ قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کے لشکر کو حضرت داؤد کے ذریعے سے جالوت پر فتح عطا فرمائی تو فرمایا:

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰـهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ

(البقرہ:251)

''اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے داؤد کو ملک (بادشاہی) اور حکمت عطا کی اور اسے سکھایا جس میں سے چاہا''

یعنی ملک بھی دیا اور ملک کو کیسے چلانا ہے وہ سمجھ بوجھ بھی دے دی۔اوپر مذکور تینوں امور کی سمجھ کا ید طولی داؤد علیہ السلام کو دے دیا گیا۔

ان تین امورِ ضروریہ اور اصلیہ کا پیکیج سورۂ بنی اسرائیل میں دیا گیا ہے۔ملاحظہ کیجئے

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ:

1۔ تم لوگ کسی کی بندگی نہ کرو مگر صرف اس کی۔

2۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔اگر تمہارے پاس ان میں کوئی ایک یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان کے ساتھ احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، دعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔تمہارا رب خوب جانتا کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لئے درگزر کرنے والا ہے جو اپنے طور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ آئیں۔

3۔ رشتہ داروں کو ان کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق۔

4۔ فضول خرچی نہ کرو۔فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

5۔ اگر ان (یعنی حاجت مند رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں) سے تمہیں کترانا ہو، اس بنا پر کہ ابھی تم اللہ کی اس رحمت کو جس کے تم امیدوار ہو تلاش کر رہے ہو، تو انہیں نرم جواب دے دو۔

6۔ نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ تیرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

7۔ اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔

8۔ زنا کے قریب نہ پھٹکو۔ وہ برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

9۔ قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے، پس چاہیے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے، اس کی مدد کی جائے گی۔

10۔ مال یتیم کے پاس نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے، یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے۔

11۔ عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔

12۔ پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو، اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔ یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی بہتر ہے۔

13۔ کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

14۔ زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔

ان امور میں سے ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کی ہیں۔ اور دیکھ اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہ بنا بیٹھ، ورنہ تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، ملامت زدہ اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر۔ (بنی اسرائیل: 23 تا 39)

حضرت لقمان کے اقوال میں سے حکمت کے موتیوں کو چن کر کیسے شان کریمی نے ہمارے لئے محفوظ فرمایا ہے:

''ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکر گزار ہو۔ جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے اور جو کفر کرے تو حقیقت میں اللہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے۔ حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تلقین کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔ اور دو سال اس کے دودھ چھوٹنے میں لگے۔ (اس لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے، اس وقت میں تمہیں بتادوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو۔ (اور لقمان نے کہا تھا) بیٹا، کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اسے نکال لائے گا۔ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔ بیٹا! نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر، اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر، نہ زمین میں اکڑ کر چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز پست رکھ، سب آوازوں سے زیادہ بُری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے''۔ (لقمان 12 تا 19)

حکمت کی یہ باتیں افراد کی سیرت و کردار میں رچ بس جائیں تو جو معاشرہ وجود آتا ہے اس کی اقبال مندی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس حکمت تک رسائی کا دروازہ اللہ نے اپنے نبی آخرالزمان ﷺ کو دیے گئے چار نکاتی تربیتی پروگرام کے ذریعے قیامت تک کے

لئے کھول دیا ہے۔

تربیت محمدی ﷺ کے چار نکاتی پروگرام میں حکمت کا مقام کب اور کیسے آتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے تلاوتِ آیات، تزکیۂ نفس، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کا مطالعہ جو قرآن مجید کی تین آیات میں بالکل ایک ترتیب سے آئے ہیں، سورہ یونس کی آیت مبارکہ نمبر ۶۵ سے ملا کر کیا جائے تو بڑی عملی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔ جب ایک بندۂ مومن تلاوتِ آیات سے موعظت حاصل کرتا ہے۔ ان آیات سے تزکیہ پا کر اس کا سینہ شفایاب ہوتا ہے اور احکامِ کتاب اس کی ہدایت کا دلی نغمہ بن جاتے ہیں۔۔ پھر حکمت رحمت کا روپ دھار کر ہر چہار جانب سے اس کے لیے اپنے بازو پھیلا دیتی ہے۔ چونکہ اللہ کی رحمت ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس لئے کسی بھی چیز سے خالق کی مرضی کے مطابق استفادہ کرنا مشکل نہیں رہتا۔ اس کے لئے تسخیرِ کائنات کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ تسخیر کائنات کا ایک شور وغوغا وہ ہے جو غیر مسلم اقوام بالخصوص یہود و نصاریٰ کے ذریعہ ہے۔ اس کی مثال شراب اور جوئے کی سی ہے۔ جس کے متعلق فرمایا کہ ان کا نقصان نفع سے زیادہ ہے تو کیا تم اس سے باز آتے ہو یا نہیں۔ ان اقوام کی جہانبانی کی کوششیں اصلاح کے نام پر فساد فی الارض ہیں۔

تلاوت آیات سے موعظت، تزکیہ سے شفائے صدور اور کتاب اللہ کے احکام سے ہدایت حاصل کئے بغیر وہ حکمت ہاتھ نہیں آسکتی جس سے رحمت رب کے دروازے کھلیں اور انسان اس کائنات کو مسخر کر سکے۔

امت کے سامنے اس وقت چیلنج یہ ہے کہ: محمدی ﷺ تربیتی نصاب سے افراد کی تیاری یعنی قرآن کے مردِ مومن پیدا کئے جائیں۔ وہ بازی پلٹ السابقون المقربون اور اصحاب الیقین سامنے آنا چاہئیں جو ان حکمت اور موعظت (وہ امور جن کو قرآن مجید میں موعظ یعظ یوعظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے) کے خوبصورت موتیوں کی مالا بنا کر انسانیت کے گلے میں ڈال سکیں۔ ایسے اہل صبر اور اہل عزیمت، اہل ایمان کی خبر سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ دے چکے ہیں۔۔ فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں ہے دل یا شکم۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

1 پاکستان میں بَرّی فوج کے سربراہ کا تقرر

29 نومبر کو طے شدہ انداز میں بری فوج کے سربراہ کی تبدیلی کی علامتی تقریب ہوئی اور نئے سربراہ کو کمان سونپ دی گئی۔ اس حوالے سے کافی ابہام چل رہا تھا اور مختلف بااثر لوگوں کی اپنی ترجیحات تھیں کچھ قوتیں جنرل قمر باجوہ صاحب کے ہی مزید تسلسل کی بھی کوشش میں تھیں پھر تعیناتی کے لئے مقررہ کاغذات کے وزیر اعظم کو لیٹ بھیجنے کے حوالے سے بھی خدشات پیدا ہوئے کیونکہ جنرل عاصم منیر صاحب سب سے زیادہ سینئر تھے مگر تعیناتی سے دو دن پہلے ان کی مدت ختم ہو رہی تھی اگر تعیناتی کے حوالے سے کاغذات 28 نومبر کو بھیجے جاتے تو ان کا نام بھی نہ ہوتا تاہم حکومت وقت اپنے ارادوں میں کامیاب رہی اور مختلف قسم کے دباؤ کو کامیابی سے سہارا اور 24 نومبر کو موجودہ آرمی چیف جنرل عاصم منیر کی منظوری کے سارے مراحل طے ہوگئے۔ اپوزیشن جماعت کے ان سے آئی ایس آئی کی تعیناتی کے دوران اختلافات اور ان کا فوج میں کاکول کا تربیت یافتہ نہ ہونا بھی اختلافات کا سبب تھا اور اس حوالے سے بہت خدشات کا اظہار کیا جا رہا تھا مگر الحمدللہ معاملہ آخر میں عمدہ طریقے سے حل ہوگیا اور اس حوالے سے بے یقینی کا خاتمہ ہوگیا۔ جو کہ بڑی مثبت بات ہے۔

2 ملکی سیاست میں غیر یقینی صورتحال کا تسلسل

فوجی سربراہ کی اچھے انداز میں تقرری کے باوجود سیاسی معاملات میں کوئی بہتری نہیں آرہی۔ عمران خان نے جو 26 نومبر کو احتجاج کی کال دی ہوئی تھی اس میں انہوں نے فوجی

معاملات پر تو خاموشی اختیار کی مگر اپنی زیر حکومت دو صوبائی حکومتوں کی اسمبلیوں کی تحلیل کی بات شروع کردی جس سے پنجاب میں دوبارہ جوڑ توڑ کی سیاست عروج پر آ گئی ہے۔ عمران خان بے یقینی کی فضا کو قائم رکھنے میں کامیاب ہیں۔ انہوں نے 17 دسمبر کو اسمبلیوں کی تحلیل کے دن کا اعلان کرنے کا بیان دیا پھر 23 دسمبر کی تاریخ دی اور 21 دسمبر کے اختتام تک گورنر کی طرف سے 21 دسمبر کو اعتماد کا ووٹ، عدمِ اعتماد کی تحریک اور اسپیکر کا اعتماد کے ووٹ کی ہدایت کو نہ ماننا اور گورنر کی طرف سے اقدامات اور پھر صدر کی طرف سے گورنر کے حوالے سے اقدامات کی افواہیں الغرض عجیب گھمسان کا رن ہے اور کون کس کا حلیف اور کس کا حریف ہے تک غیر واضح سا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس بے یقینی کی صورتحال کا کچھ خاتمہ ہو جائے تاکہ توجہ حقیقی مسائل کی طرف مبذول ہو سکے۔

3 پاکستان کی معاشی صورتحال کی مزید گراوٹ اور بے یقینی

سیاسی میدان میں بے یقینی کے تسلسل نے معاشی صورتحال کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے اور آئی ایم ایف کی طرف سے اگلی قسط میں تاخیر، زرمبادلہ کی ذخائر کی ناکافی مقدار اور اس کو سنبھالنے کے لئے درآمدات پر سختی نے معاملات کو منفی کر رکھا ہے۔ آئی ایم ایف پہلے عمران خان کی طرف سے تحریری طور پر مانی گئی شرائط سے انحراف پر نالاں تھا۔ اسحاق ڈار صاحب نے اپنے تجربے کے زعم اور آئی ایم ایف کے 5 سال پرانے رویے پر قیاس کرتے ہوئے سیلاب کے بعد کچھ مانی ہوئی شرائط سے ذرا انحراف کی غلطی کی مگر آئی ایم ایف اس سے صرف نظر نہیں کر رہا اور ان سے اور ملک سے ناک سے لکیریں نکلوا رہا ہے۔ اسحاق ڈار صاحب بھاگ دوڑ کر رہے ہیں مگر دیوالیہ ہونے تک کی افواہوں کا بازار گرم ہے اور سٹاک مارکیٹ بھی 40 ہزار سے نیچے آ گئی ہے۔ پاکستانی وزیر خزانہ کو کسی زعم کی بجائے موجودہ نازک صورتحال میں انتہائی احتیاط سے بیانات اور عملی اقدامات کرنے چاہئیں ورنہ ان کے گزشتہ کامیاب ادوار کا بھرم بھی کھل جائے گا۔

4 یوکرائن کے صدر کا دورہ امریکہ

روس اور یوکرائن کی جنگ جاری ہے اور 21 دسمبر کو یوکرائن کے صدر نے امریکہ کا اچانک دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے امریکی صدر، امریکی لیڈروں اور عہدے داروں سے ملاقات کی اور امریکی نمائندگان کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا۔ امریکہ نے 1 ارب 78 کروڑ ڈالر کی امداد بشمول میزائل سسٹم دینے کا وعدہ کیا ہے اور مزید بہت بڑی امداد بھی زیر غور ہے۔ یہ

صورتحال واضح کرتی ہے کہ ابتدائی کامیابیوں کے باوجود روس مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کرسکا اور اب امریکہ زیادہ کھل کر سامنے آ گیا ہے اور روس کو طنز کر رہا ہے۔ بہرحال روس صورتحال سے دلبرداشتہ ہوکر کوئی سخت قدم بھی اٹھائے تو نقصان تو روس اور یوکرائن کا ہوگا اور امریکہ روس کو ایک جال میں الجھانے میں کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

5 قطر میں عالمی فٹ بال کپ 2022 کا اختتام

اتوار 18 دسمبر کو عالمی فٹ بال کپ کا فائنل فرانس اور ارجنٹائن کے درمیان ہوا اور ارجنٹائن کی جیت پر ختم ہوا۔ عموماً مسلمان ممالک اس کھیل میں بہت پیچھے ہیں۔ تاہم اس دفعہ کا انعقاد مسلم ملک میں ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک اضافی دلچسپی کا پہلو تھا۔ انتظامات کے حوالے سے مجموعی طور پر یہ کامیاب تجربہ تھا۔ قطر کے اپنی مقامی اور اسلامی تہذیب کے غیر معذرت خواہانہ اظہار نے مسلمانوں کے دل جیتے۔ پھر ایک مسلمان عرب افریقی ٹیم مراکش اس کے سیمی فائنل مرحلے تک پہنچی اور اس کے کھیل، والدہ کی عزت اور فلسطینی لوگوں کی حمایت کے موقف نے ایک سوئے ہوئے اسلامی تشخص اور عالمگیر اسلامی بھائی چارہ کی رومانیت کو دوبارہ جگایا۔ اگرچہ فٹ بال میں مردوں کی اسلامی ستر کے احکامات کی خلاف ورزی اس کھیل کو جزوی غیر اسلامی سا کر دیتی ہے مگر موجودہ کثافت اور پسپائی کے دور میں یہ ماحول بڑا غنیمت تھا۔

6 چین میں کووڈ کے حوالے سے پالیسی میں نرمی

کرونا وائرس اب مجموعی طور پر عالمی خبروں میں بہت پیچھے چلا گیا ہے مگر چین کے حوالے سے یہ گزشتہ مہینے میں عالمی خبروں میں رہا۔ چین نے کرونا کے حوالے سے شروع سے ہی بہت سخت پالیسی بنائی جس میں وائرس کے پھیلاؤ پر پورے پورے شہروں کی بندش اور لوگوں کو ہفتوں بلکہ اپنے گھروں میں مقید رکھنا اور عوامی مقامات پر سخت اقدامات شامل تھے۔ یہ زیرو کووڈ پالیسی کہلائی اور نتائج کے اعتبار سے مفید رہی۔ ویسے بھی چین میں رہتے ہوئے حکومتی اقدامات کو مانے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ تاہم صوبہ سنگیانگ کے شہر ارمچی میں طویل عرصے کے لاک ڈاون کے دوران نومبر کے اواخر میں ایک عمارت جو کہ سخت پابندیوں کی لپیٹ میں تھی، میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا، لوگوں کو باھر نکلنے سے روکا گیا اور اس طرح جلنے سے کچھ اموات ہوگئیں اس پر چین میں عوامی احتجاجی مظاہروں کا نادر اور غیر معمولی سلسلہ شروع ہوا۔ چین کو ان مظاہروں کے نتیجہ میں اپنی پالیسوں کو نرم کرنا پڑا اور

لوگوں کی رائے کا احترام کرنا پڑا۔اس طرح مسلم آبادی کے علاقوں نے ریاستی جبر کو توڑا اور چین نے اپنی کرونا پالیسی جو کہ وبا کے ابتدا میں موثر تھی اور اب سب میں بیماری پھیلنے اور انسانی جسم میں مزاحمت کے پیدا ہونے کے باعث مشکلات کا باعث بن رہی تھی، میں تبدیلی کی۔اس تبدیلی پر چینی عوام کو سنکیانگ کے لوگوں کا شکر گزار ہونا چاہئے کیونکہ یہ پالیسی اب غیر موثر اور اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی میں جو جراثیموں کے خلاف مجموعی مزاحمت کی صلاحیت رکھی ہے، اس کو نظر انداز کر رہی تھی۔

7 افغانستان کے حوالے سے صورتحال

◐ طالبان حکومت نے بالآخر نومبر کے اواخر میں حامد کرزئی کو ملک سے باہر دورہ کرنے کی اجازت دے دی اس سے پہلے کچھ دفعہ یہ اجازت نہیں دی گئی تھی۔◐ 29 نومبر کو پاکستانی وزیر مملکت حنا ربانی کھر کی قیادت میں پاکستانی وفد نے افغانستان کا دورہ کیا۔پاکستان نے عالمی برادری میں اپنے تشخص کو نمایاں کرنے کے لئے وفد کا سربراہ ایک خاتون کو مقرر کیا جس پر دینی حلقوں میں تنقید بھی کی گئی۔◐ 30 نومبر کو افغانستان میں ایک مدرسہ میں دھماکے میں دس افراد شہید ہو گئے۔◐ یکم دسمبر کو افغان حکومت نے قانون کی خلاف ورزیوں پر 13 شہروں میں امریکی ایف ایم ریڈیو آزادی کی نشریات بند کر دیں۔◐ افغانستان میں اسلامی تعزیرات پر عمل جاری ہے اور عوامی مقامات پر مختلف ثابت شدہ جرائم پر لوگوں کو سزائیں دی جا رہی ہیں۔◐ 2 دسمبر کو حزب اسلامی کے مرکزی دفتر پر حملہ ہوا مگر حملہ آور حکمت یار تک پہنچنے میں ناکام رہے ایک اور واقعے میں پاکستانی ناظم الامور پر بھی حملہ ہوا مگر وہ محفوظ رہے۔◐ پاکستان اور افغانستان کی فورسز کے درمیان وقتاً فوقتاً جھڑپیں معمول سا ہو گئیں ہیں 11 دسمبر کو بھی چمن بارڈر پر جھڑپ ہوئی۔اس دفعہ ہلاکتیں پاکستان کی ہوئیں۔15 دسمبر کو دوبارہ جھڑپ ہوئی۔◐ 12 دسمبر کو کابل میں غیر ملکیوں کے زیر انتظام ایک ہوٹل پر حملہ کیا گیا اس میں کچھ چینی شہری زخمی ہوئے۔◐ 18 دسمبر کو افغانستان میں ایک ٹنل میں آگ لگنے سے 19 افراد جاں بحق ہو گئے۔◐ 21 دسمبر کو ایک اعلامیہ کے مطابق افغان حکومت نے یونیورسٹیوں میں خواتین کی اعلیٰ تعلیم پر فی الحال پابندی لگا دی ہے۔افغانستان کے سابقہ رہنماؤں بشمول حکمت یار نے اس کی مذمت کی ہے۔

سالانہ رپورٹ 2022ء

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

دورِ حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی کی ایک بڑی وجہ قرآن مجید سے دوری ہے۔ بقولِ علامہ اقبال ؏ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر۔ انجمن خدام القرآن جھنگ کے قیام کا بنیادی مقصد رجوع اِلی القرآن یعنی قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنا اور خاص طور پر معاشرے کے تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآن مجید کا پیغام ان کی ذہنی سطح کے مطابق پیش کرنا' ہے۔ انجمن اپنے قیام ہی سے ان مقاصد کے حصول کے لیے مصروفِ عمل ہے۔ ان سرگرمیوں کے جائزے اور بہتری کے لیے انجمن کے مجلس عاملہ، مشاورت اور سالانہ اجلاسِ عام باقاعدگی سے منعقد ہوتے رہے ہیں۔

انجمن کی جنوری تا دسمبر 2022ء کی رپورٹ درج ذیل ہے:

1 دروسِ قرآن وخطابات

ہفتہ وار ترجمۃ القرآن نشست: جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ میں ہفتہ وار ترجمۃ القرآن نشست بروز جمعۃ المبارک بوقت 11:00 تا 12:40 منعقد ہو رہی ہے جس میں سلسلہ وار ترجمۃ القرآن صدرِ انجمن جناب عبداللہ اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد جناب مفتی عطاء الرحمٰن صاحب 12:40 تا 01:00 درسِ حدیث دیتے ہیں۔ اس نشست میں حاضری 50 افراد کے قریب رہتی ہے۔

سلسلہ ہائے دروسِ قرآن مجید: انجمن کے زیرِ اہتمام شہر کے مختلف مقامات پر روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ دروسِ قرآن کے درج ذیل پروگرام جاری رہے:

روزانہ پروگرام: (1) مختصر درسِ قرآن، بعد از نمازِ فجر، بمقام جامع مسجد قرآن اکیڈمی۔ (2) مختصر

درسِ حدیث، بعداز نمازِ عشاء، بمقام جامع مسجد قرآن اکیڈمی۔(مدرس: جناب عبداللہ ابراہیم)

ہفتہ وار پروگرام: اتوار، بعداز نماز عشاء، بمقام رہائش گاہ جناب صدیق شہزاد صاحب واقع محلّہ سلطان والا جھنگ صدر (مدرّس: عبدالمجید کھوکھر)۔

پندرہ روزہ پروگرام: 1 پہلا اور تیسرا منگل، بعداز نماز عشاء، بمقام رہائش گاہ جناب رانا شہباز احمد صاحب محلّہ سلطان والا جھنگ صدر (مدرّس: عبداللہ اسماعیل) 2 ۔دوسرا اور چوتھا منگل۔ بعداز نماز عشاء، بمقام جامع مسجد عبیداللہ (المعروف گنبدوں والی مسجد) جھنگ صدر (مدرّس: عبداللہ اسماعیل)۔ 3 پہلا اور تیسرا بدھ، بعداز نماز مغرب، بمقام رہائش گاہ ماسٹر اصغر علی صاحب واقع کھوکھرا چک (مدرّس: عبداللہ اسماعیل)۔

ماہانہ پروگرام: 1 دوسرا جمعہ، بعداز نماز مغرب، بمقام رہائش گاہ رانا امتیاز احمد صاحب واقع مدینہ ٹاؤن، جھنگ (مدرّس: جناب عبداللہ اسماعیل)۔ 2 تیسرا جمعہ، بعداز نماز مغرب، بمقام رہائش گاہ محمد ظفر اقبال ظفر (مرحوم) واقع دارالسکینہ روڈ جھنگ (مدرّس: جناب عبداللہ اسماعیل)۔ 3 دوسرا بدھ، بعداز نماز مغرب، بمقام جامع مسجد بلال محلّہ احمد نگر جھنگ (مدرّس: جناب عبداللہ اسماعیل)۔ 4 چوتھا بدھ، بعداز نماز عشاء، رہائش گاہ جناب سرفراز صاحب، خاکی شاہ روڈ جھنگ صدر (مدرّس: جناب عبداللہ اسماعیل)۔ 5 تیسرا اتوار، بعداز نماز مغرب، بمقام رہائش گاہ حاجی منظور انور صاحب واقع سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ (مدرّس: مفتی عطاء الرحمٰن)۔

درس برائے خواتین : ہفتہ وار: قرآن اکیڈمی جھنگ کے خواتین ہال میں ہر بدھ، بوقت سہ پہر درس قرآن کلاس برائے خواتین منعقد ہو رہی ہے جس میں تدریس کی ذمہ داری ناظمہ خواتین ادا کر رہی ہیں اور اس سے قریباً 25 تا 30 خواتین استفادہ کرتی ہیں۔

ماہانہ: 1۔قرآن اکیڈمی جھنگ کے خواتین ہال میں ہر ماہ کے پہلے منگل کو خواتین کے لیے تربیتی نشست منعقد ہوتی ہے جس میں خواتین کی حاضری قریباً 30 سے 40 کے درمیان ہوتی ہے۔

2۔خواتین کی دوسری ماہانہ تربیتی نشست ہر ماہ کے پہلے اتوار مدرسہ جنت القرآن للبنات سرکلر روڈ جھنگ سٹی میں منعقد ہوتی ہے جس میں تقریباً 100 خواتین باقاعدگی سے شرکت کرتی ہیں۔

2 تعلیمی و تربیتی پروگرام

1۔ 25 روزہ قرآن فہمی کورس: قرآن اکیڈمی جھنگ میں پچیس روزہ قرآن فہمی کورس

بعنوان ''پھر سوئے حرم لے چل'' وقفے وقفے سے منعقد کیا جاتا ہے، جس کے نصاب میں مطالعہ قرآن مجید، مطالعہ حدیث، تاریخ اسلام، کلامِ اقبال اور آسان عربی گرائمر شامل ہیں۔ یہ کورس طلباء کی مناسبت سے جزوقتی اور کل وقتی منعقد کیے جاتے ہیں۔ اس سال پانچ کورس جزوقتی منعقد کیے گئے ہیں۔ پہلا کورس: مورخہ 21 فروری تا 15 مارچ 2022ء، شرکت 11 افراد۔ دوسرا کورس: 16 مئی تا 10 جون 2022ء، شرکت 11 افراد۔ تیسرا کورس: 16 جولائی تا 5/اگست 2022ء، شرکت 07 افراد۔ چوتھا کورس: 15 ستمبر تا 08 اکتوبر 2022ء، شرکت 15 افراد۔ پانچواں کورس: 28 نومبر تا 20 دسمبر 2022ء، شرکت 14 افراد۔

2۔ آسان عربی کلاس: قرآن فہمی کے لیے عربی زبان سے واقفیت بھی ضروری ہے اور اس کے لیے انجمن کے زیر انتظام عربی کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ نومبر 22ء قرآن اکیڈمی میں ہر ہفتہ اور جمعرات بعد نماز مغرب، آسان عربی کلاس کا اہتمام کیا گیا ہے جس سے 13 طلباء استفادہ کر رہے ہیں۔

3۔ شب بیداری: جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ صدر میں ہر قمری ماہ کی 27 تاریخ کو شب بیداری کا تربیتی پروگرام باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے۔

4۔ ناظرہ قرآن مجید کلاس: قرآن اکیڈمی کے گردونواح کے مقامی بچے اور بچیوں کیلئے ناظرہ قرآن مجید کلاس کا سلسلہ جاری ہے، جس میں تقریباً 20 طلباء اور طالبات پڑھنے آتے ہیں۔

3 رمضان المبارک کی سرگرمیاں

استقبال رمضان پروگرام: استقبالِ رمضان کے سلسلہ کی تقاریب شہر بھر میں درج ذیل مقامات پر منعقد ہوئیں: 1 مسجد بلال نزد معصومیہ مسجد جھنگ روڈ، حاضری 20 افراد۔ 2 رہائش گاہ رانا امتیاز احمد خان صاحب واقع مدینہ ٹاؤن، بھکر روڈ، حاضری 11 افراد۔ 3 رہائش گاہ رانا شہباز صاحب واقع محلّہ سلطان والا، حاضری 40 افراد۔ 4 رہائش گاہ جناب ماسٹر ظفر اقبال ظفر (مرحوم) واقع دارالسکینہ روڈ، حاضری 15 افراد۔ 5 جامع مسجد عبید اللہ (المعروف گنبدوں والی مسجد) واقع محلّہ سلطان والا، حاضری 30 افراد۔ 6 رہائش گاہ جناب محمد اصغر صاحب واقع مانک موڑ، حاضری 15 افراد۔ 7 جامع مسجد قرآن اکیڈمی، ٹوبہ روڈ، حاضری 40 افراد۔ 8 رہائش گاہ جناب حاجی محمد منظور انور، A بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن، حاضری

20 افراد۔ 9 مدرسہ جنت القرآن للبنات، سرکلر روڈ جھنگ سٹی، حاضری 100 خواتین۔
10 رہائش گاہ جناب صدیق شہزاد صاحب واقع محلّہ سلطان والا ، حاضری 8 افراد۔
11 رہائش گاہ جناب سرفراز صاحب واقع خاکی شاہ روڈ، حاضری 10 افراد۔

دورۂ ترجمۃ القرآن وخلاصہ قرآن: تراویح کے بعد دورۂ ترجمہ القران کا ایک پروگرام رائل مارکی واقع دارالسکینہ روڈ، نزد ریلوے پھاٹک جھنگ صدر میں منعقد ہوا جہاں عبداللہ اسماعیل صاحب نے آخری 14 پاروں کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی۔ جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ میں قرآن مجید کے ابتدائی 15 پاروں کا ترجمہ و مختصر تشریح جناب عبداللہ ابراہیم صاحب نے بیان کیا۔اس کے علاوہ بھی دیگر مقامات پر مختصر خلاصہ قرآن کے چند پروگرام منعقد ہوئے۔

4 مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

ماہنامہ حکمت بالغہ: الحمد للہ ماہنامہ ’حکمت بالغہ‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور اہل علم حضرات کی طرف سے تحسین کے خطوط بھی موصول ہو رہے ہیں۔ بانی مدیر انجینئر مختار فاروقی صاحب (مرحوم) کی رحلت کے بعد بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس سال ماہنامہ حکمت بالغہ کے خصوصی نمبر کی اشاعت ممکن نہ ہو سکی۔

مطبوعات: مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ کے سٹاک میں کتابچہ ’’قرآن مجید کے حقوق‘‘ ختم ہونے کی وجہ سے اس کا چوتھا ایڈیشن طبع کروایا گیا۔

5 متفرقات

الہدیٰ لائبریری: قرآن اکیڈمی جھنگ میں لائبریری قائم ہے جس میں تفاسیر، حدیث، سیرت اور دیگر علوم و فنون کی کتب اور آڈیو ویڈیو مواد برائے مطالعہ دستیاب ہے اور مکتبہ کی کتب اور ماہنامہ حکمت بالغہ کے تبادلہ میں 50 سے زائد رسائل و جرائد ہر ماہ موصول ہوتے ہیں۔

تقسیم الکتاب: قرآن فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تفسیر ’الکتاب‘ کا تحفہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں 700/1100 یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کو دیا جاتا ہے۔ جھنگ اور گرد و نواح کے علاقہ میں ’تقسیم الکتاب‘ کا کام انجمن کے ذمہ ہے۔

دارالمطالعہ: قرآن اکیڈمی جھنگ کی لائبریری کے دفتری اوقات کے بعد مطالعہ کتب کی

سہولت کے لیے اکیڈمی کی بلڈنگ کی بیرونی کونے میں 'دارالمطالعۃ' کے نام سے ایک کمرہ مختص کیا گیا ہے جس میں دینی کتب، اسلامی لٹریچر، کتابچے، رسائل، اخبار اور دیگر لوازمات مہیا کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک LED کی سہولت بھی موجود ہے جس پر ویڈیو بیانات دکھائے جاتے ہیں۔ دارالمطالعہ کے اوقات کار روزانہ نمازِ عصر تا نمازِ عشاء اور اتوار کا سارا دن ہے۔

تحفظِ قرآن: قرآن اکیڈمی میں مقدس اوراق اور شہید قرآن پاک کو جمع کر کے ایک کمرہ میں سٹور کر لیا جاتا ہے، پھر انھیں کسی ریسائیکلنگ فیکٹری یا معتبر ادارے کو بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس سال بھی دو ٹرک لوڈ کر کے بھجوائے گئے ہیں۔

اصلاحِ رسوم: اصلاحِ رسوم کے حوالے سے بھی انجمن اس نیک مقصد میں حصہ ڈال رہی ہے۔ اس سلسلے میں منعقد ہونے والی دو تقاریبِ نکاح میں اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

اغراض ومقاصد

- عربی زبان کی تعلیم وترویج
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب وتشویق
- علوم قرآنی کی نشرواشاعت
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم وتربیت جو قرآن مجید کی تعلیم وتعلّم کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں
- اور ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ وحکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے

اَلسَّعْیُ مِنَّا وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کے مقاصد کے فروغ کے لیے

آیئے انجمن کے ممبر بنئے

good careers, they build strong relationships, are healthy and have a flourished life. Even if they don't have materialistic possessions they are contented.

People who show gratitude towards Allah have a better and strong relationship with their creator than those who don't. There will be a group of people on the day of Qayamah , they will be asked to go in Jannah and people will ask The Prophet (S.A.W) that who are these people?

The Prophet (S.A.W) will say 'These are the ones who are always thanking Allah no matter what their condition is'

TO DO: Now take a paper and a pencil, write down 5 things that you have never thanked Allah before, write down those blessings that you have shown a little gratitude towards and are not obvious, those that everyone has but you have never thanked Allah for them. You will find not 5 but thousands of those simplest blessings or niyamahs that we are blessed with.

The thing is we can't count the blessings of Allah no matter what we do but the least can we do is that we can show gratitude towards Allah. We can do so by:-

- Fulfilling our obligations towards Allah such as praying, fasting etc.
- Always remember to say "Alhamdulillah" when you see something that you feel grateful for.
- An important part of being grateful to Allah (SWT), is acknowledging and appreciating the people around you
- Each night, take a moment to reflect on the blessings Allah (SWT) has given you and thank Him for them.

around us know that we admire and respect their actions.

According to modern researches people who show gratitude find the best and hardworking employees. A modern research that involved a group of depressed people, and they were told to write down 10 things they were grateful for everyday for a week, the results were remarkable their depression slowly started to decrease because they found a purpose, they found the blessings that they had in life. Counting our blessings and showing gratitude helps us to see the beauty of our lives.

Allah says in the Quran " If you are grateful, I will increase you in blessings to be grateful for.'

This is the law of Allah (S.A.W). It's a fact like we believe in gravity, if we show gratitude there will be an increase in the blessings and if show ingratitude there will be a decrease in the blessings.

We have become so materialistic that we don't even know the things we are blessed with. We have forgotten the blessings Allah (S.W.T) has bestowed upon us. Simple blessings like our ability to see, to eat and digest food, our body parts, if we don't have a leg now we can get prosthetics that were not available 3 decades ago and so much more.

BENEFITS OF GRATITUDE:

Gratitude has a lot of benefits in this world as well as the hereafter. There is a great importance of gratitude in psychology. It helps people feel more positive emotions, relish good experiences, improve mental health, reduce depression and anxiety etc.

People who show gratitude get the best of this world as well. Researches show that people who are grateful have

were contented because they were the most grateful people. They used to thank Allah (SWT) even when they had none of the worldly pleasures. So we must be more grateful and show more gratitude toward s Allah than the Sahaba because we have so much more to be Thankful for. We should be thankful for our homes, health etc. Sure, we should be thankful because we have ALLAH in our lives. We have Allah to make us feel important. When we recite اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ("Praise be to Allah, the Lord of the Universe.") First thing after waking up in Fajr or Tahajjud, Allah replies حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ (My slave has praised me). Allah (SWT). Allah replies us when we show gratitude towards Him SubhanAllah.

We must be thankful to people as well. Saying small phrasing such as Thank you, (I appreciate the effort etc) can have such a huge impact on other people and it changes our perception of life. For Example Instead of saying 'I am sorry I am late' try saying 'Thank you for waiting for me' and see their reaction, they will truly light up and will have more respect towards you. Or if you work in an office say I am so grateful for having you in my team and then they will work harder to prove that.

The Prophet (S.A.W) said 'Whoever is not thankful to people is not thankful to Allah.'

We should indeed be thankful to the people of Allah. For example if a person holds a door for us at the office or the mall we must say 'JazakAllah' to let them know that we appreciate the fact that they are helping us, this is just a small example we should be grateful if our sibling takes care of us or does something that we were supposed to do, we should thank our parents if they give us a gift or they buy us something we have been wanting so that the people

Show Gratitude!

HAPPINESS - SUCCESS - ISLAMIC WAY

Amtullah Hadia

It is the state of being Thankful or having the feeling of Thankfulness and appreciation.

Gratitude has a great significance in Islam. Islam is the religion of Nature and is designed to make our lives successful. If we look at the people who are successful by the "Manmade' definition of successful we will find that they are the ones that wake up and are grateful for their blessings. Even before opening their eyes and what does our Religion teaches us? It teaches us to say this dua:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ

Translation: Praise is to Allah Who gives us life after He has caused us to die and to Him is the return.

We are thankful for the bare minimum thing i.e. our ability to breathe again. Non-Muslims are adopting the Islamic ways in order to cherish and flourish in life. We Muslims have so much to be thankful for now a days, The Prophet Muhammad (S.A.W) and Sahaba (R.A) had no lavish lifestyles but still they were living the best life, they

فرمودۂ اقبال

اک دانشِ نورانی، اک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی حیرت کی فراوانی!
اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی!
اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تو نے ہی سکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی!
ہو نقش اگر باطل، تکرار سے کیا حاصل؟
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی؟
مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دَور کے مُلّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی!
تقدیر شکن قوّت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی!
تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی!

(بالِ جبریل)

ان شاءاللہ

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْر

25 روزہ قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہو سکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کر سکیں۔

اس کورس میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا منتخب نصاب، تاریخ اسلام، بنیادی عربی گرائمر اور کلامِ اقبال پڑھایا جاتا ہے۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی جھنگ میں وقتاً فوقتاً جزوقتی اور کل وقتی منعقد ہوتا ہے اور اب تک الحمدللہ 68 کورس منعقد ہو چکے ہیں۔

09 جنوری 2023ء سے کل وقتی کورس کا آغاز ہوگا
جس میں ملک بھر کے تمام شہروں سے لوگ شریک ہو سکتے ہیں

اس کورس میں شرکاء کے لیے قیام و طعام کا انتظام بھی ہوگا۔
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

شرکت کے خواہشمند حضرات بذریعہ فون یا واٹس ایپ اپنا نام رجسٹر کروائیں

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ

047-7630861-63, 0336-6778561(WhatsApp), 0312-6898181

Vol 17 — CPL No: FD 30/07 — HIKMAT-E-BAALGHA — JANUARY 2023 — No 01

فکرِ فاروقیؒ

اللہ تعالیٰ کے احسانات کے بعد انسان پر جتنے احسانات سیّدنا حضرت محمد ﷺ کے ہیں ان کا شمار ناممکن ہے۔ احسان فراموشی کا روگ لگ جائے تو اس کا کیا علاج۔ وگرنہ دورِ حاضر کی ابتلاؤں اور تقاضوں سے شرعِ پیغمبر ﷺ آشکارا ہونے کو ہے اور صرف مسلمان ہی کیا دنیا کی ہر قوم جلد ہی آنے والے دنوں میں پکارے گی کہ محمد ﷺ ہمارے ہیں۔ ان حالات میں حضرت محمد ﷺ کے دامن سے وابستہ رہنا، ان کی فرمانبرداری کرنا، ان سے اپنی نسبت کو باعث فخر سمجھنا اور برملا ہر محفل میں اس کا ذکر کرنا ہی ہم سب کے لیے باعث سعادت ہے اور آپ ﷺ کے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا مظہر۔ سعادت مند ہیں وہ لوگ جو اپنے لیے بھی آپ ﷺ کے دامن رحمت کا سایہ تلاش کر لیتے ہیں اور باقی تڑپتی، سسکتی، تلملاتی، دکھیاری انسانیت کو اسی سایۂ عاطفت کی طرف بلاتے ہیں اور اس کے تذکرے کرتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین، عدلِ اجتماعی کا مظہر ہے اور اس کی برکات سے خلافت راشدہ میں بھی انسانیت بلا لحاظ مذہب، رنگ و نسب مستفیض ہوئی اور اب بھی آپ ﷺ کی ہی دی گئی بشارتوں کے مصداق جب یہ دین پھر دنیا پر غالب ہوگا (جس کی آج مغربی سامراج کے عذاب میں ماری انسانیت تلاش میں ہے) تو آپ ﷺ کی شانِ رحمت للعالمینی کا بچشم سر مشاہدہ کرے گی اور اس کی برکات سے بہرہ ور ہوگی۔ اس ضمن میں جو خوش نصیب آگے بڑھ کر کام کریں گے ان کی کامیابی تو یقینی ہے۔ اگر کچھ نہیں کر پائے تو آپ ﷺ کی شان ہی بیان کرتے جانا راستہ روکنے اور کچھ نہ کرنے سے بدرجہا بہتر ہے اور اسی راہ پر چراغ روشن کرنے کی ایک سعی ہے تاکہ لوگ آگے بڑھ کر دین کا غلبہ کرنے کی سعی کرنے والوں کے قافلوں میں شامل ہوجاسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین، دین مصطفیٰ ﷺ کی دامے درمے سخنے، قلمے، دماغے اور قلبے خدمت کی توفیق بخشے، آمین۔ (حکمت بالغہ فروری 13ء)